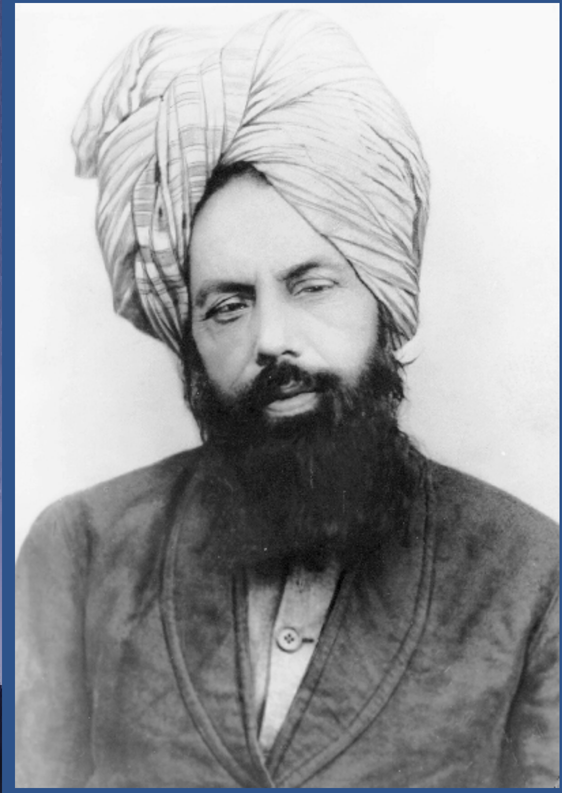
انصار الدین

مجلس انصار اللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی رسالہ



سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ

MAJLIS ANSARULLAH
UNITED KINGDOM

مارچ/اپریل 2025ء | امان/شہادت 1404 ہجری شمسی | رمضان/شوّال 1446 ہجری | جلد 22 نمبر 2
www.ansaruddin.org.uk

خصوصی دعاؤں کی تحریک

ارشاد امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ان دنوں میں خوب دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑیں۔ ذکرِ الٰہی پر زور دیں۔ اپنے دل کے اندھیروں کو مٹاتے چلے جائیں۔ ظلمات کو دور کریں۔ اسی حوالے سے مَیں یہاں ایک تحریک بھی کر دینا چاہتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک رؤیا تھا کہ ان کو کسی بزرگ نے کہا کہ اگر جماعت کا ہر فرد، ہر بڑا دو سو 200 دفعہ یہ درود شریف پڑھے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اور پھر آپؒ نے فرمایا کہ جو درمیانی عمر کے ہیں پندرہ سے پچیس سال کے لوگ وہ بھی کم از کم سو 100 دفعہ پڑھیں۔ بچے بھی کم از کم تینتیس 33 دفعہ پڑھیں۔ چھوٹی عمر کے جو بچے ہیں ان کو ان کے ماں باپ تین 3، چار 4، دفعہ یہ پڑھائیں۔

اور ساتھ ہی سو 100 دفعہ استغفار بھی کریں۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

اسی طرح میں یہ بھی شامل کرتا ہوں کہ سو 100 دفعہ

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ

کا ورد بھی ان دنوں میں خاص طور پہ اور عموماً ہمیشہ کے لیے کریں۔ آپؒ کو رؤیا میں یہی دکھایا گیا تھا کہ اگر یہ کرو گے تو تم ایک محفوظ قلعہ میں محفوظ ہو جاؤ گے جہاں شیطان کبھی داخل نہیں ہو سکتا اور لوہے کی دیواریں ہیں اس قلعہ کی جس کی دیواریں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں۔ پس کوئی سوراخ ایسا نہیں رہے گا جہاں سے شیطان حملہ کر سکے۔

.... ہر ایک کو، بچے کو، بڑے کو، عورت کو، مرد کو، سب کو توجہ دینی چاہیے۔

(خطبہ جمعہ 23 / اگست 2024ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین



انصار الدین

مارچ/اپریل 2025ء | امان/شہادت 1404 ھجری شمسی

رمضان/شوّال 1446 ھجری | جلد22 نمبر2

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لیے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

اداریہ

اعجازِ مسیحائی



محمود احمد ملک

ہر سال ’’یوم مسیح موعود‘‘ کی آمد کے ساتھ ہم احمدیوں کے اس ایمان و یقین کو تقویت حاصل ہونے لگتی ہے کہ تمام انبیائے کرام کی طرح سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا اوّلین مقصد بنی نوع انسان کو اُس کے خالق حقیقی کی پہچان کرواکر تعلق باللہ کی لذّت سے شناسا کرنا تھا۔ آپؑ نے نہ صرف اپنے کلمات اور فرمودات کے ذریعے اپنی بعثت کے وہ مقاصد عالیہ بیان فرمائے جن کے حصول سے انسان اپنے ربّ سے زندہ تعلق قائم کرسکتا ہے بلکہ اپنے وجود باجود سے وہ اسوہ بھی پیش فرمایا جس پر قدم مارنے سے سلوک کی یہ راہیں استوار و آسان ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آپؑ کے انفاسِ مسیحائی سے ایسے بے شمار معجزات ظہور پذیر ہوئے جنہوں نے آپ کے دعویٰ پر مہرِ صداقت ثبت کردی۔

دراصل جب بھی خداتعالیٰ بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کی خاطر اپنے کسی بندے کو مبعوث فرماتا ہے تو پھر وہ اُس فرستادے کے ساتھ اپنے اٹوٹ تعلق کی تائید میں ایسے خارق عادت نشانات ظاہر فرماتا ہے جو نہ صرف مخالفین کی ذلّت و شرمندگی کا موجب بنتے ہیں بلکہ مومنوں کے لیے تسکین، خوشی اور ازدیادِ ایمان کا باعث بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق باللہ کے حوالے سے حضرت منشی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے تھے کہ جب پہلی بار وہ قادیان تشریف لائے تو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف فرما تھے اور آپؑ کی مجلس میں نامور علماء اور بزرگ تشریف رکھتے تھے۔ منشی صاحبؓ حضورؑ کے کندھے دبانے لگے تو یہ خیال آیا کہ ’’محمد دین! کہاں تُو ایک دیہاتی اور معمولی پٹواری اور کہاں یہ اتنے بڑے باخدا عالم! مَیں اس محبوب وجودؑ کے علم و عرفان سے کہاں مستفید ہوسکتا ہوں!‘‘ یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؓ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ فرماتے ہیں: میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہی تھا کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے سلسلہ کلام بند کرکے پلٹ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا:

’’منشی صاحب! اِتَّقُوا اللّٰہَ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ‘‘ یعنی متقی بن جاؤ علم خودبخود ہی آجائے گا۔

اعجازِ مسیحائی کے جو واقعات آپؑ کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں رونما ہوئے وہ آپؑ کے غلاموں کے ایمان و ایقان میں اضافے اور مخالفین کی ذلّت و رسوائی کے ساتھ ساتھ اُن میں سے سعید فطرت طالبانِ حق کی راہنمائی و ہدایت کا باعث بھی بنے۔ چنانچہ حضرت مولوی فتح الدین صاحبؓ دھرم کوٹی جو حضرت مسیح موعودؑ کے قدیم اور پرانے صحابہ میں سے تھے اور حضورؑ کے عشق میں ایسے رنگے ہوئے تھے کہ جس کا بیان مشکل ہے۔ اُن کے حوالے سے ایک واقعہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ’’سیرت المہدی‘‘ میں یوں درج ہے کہ سائیں ابراہیم صاحبؓ آف دھرم کوٹ بگّہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ابتدائے دعویٰ میں دھرم کوٹ کے ہم پانچ کَس نے بیعت کی تھی یعنی خاکسار، مولوی فتح دین صاحبؓ، نور محمد صاحبؓ، اللہ رکھا صاحبؓ اور شیخ نواب الدین صاحبؓ۔ اُس وقت رادھے خان پٹھان ساکن کروالیاں پٹھانان اچھا عابد شخص خیال کیا جاتا تھا۔ وہ دھرم کوٹ بگہ میں بھی آتا جاتا تھا اور مولوی فتح دین صاحب سے حضورؑ کے دعویٰ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے سخت کلامی پر بھی اُتر آتا تھا۔ ایسے ہی ایک موقع پر ۱۹۰۰ء میں مولوی صاحبؓ نے اُسے توبہ اور استغفار کی تلقین کی کہ حضورؑ کی شان میں ایسی باتیں نہ کہو۔ لیکن اُس نے کہا کہ مَیں مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔ اس پر مولوی صاحبؓ بھی مباہلے کے لیے تیار ہوگئے اور

مباہلہ وقوع میں آ گیا۔ لیکن مباہلے کے بعد ہم احمدیوں نے آپس میں بات کی کہ حضرت صاحب کی اجازت کے بغیر مباہلہ کرنا ٹھیک نہیں تھا۔ پھر ہم پانچوں قادیان پہنچے اور نماز عشاء کے بعد حضورؑ کی خدمت میں سارا واقعہ عرض کرکے کہا کہ چالیس دن میعاد مقرر کی گئی ہے، حضور دعا فرمائیں۔ حضورؑ نے معاً فرمایا: کیا تم خدا کے ٹھیکیدار تھے؟ تم نے چالیس دن میعاد کیوں مقرر کی؟ یہ غلط طریق اختیار کیا گیا ہے۔ یہ بھی دریافت فرمایا کہ مباہلے کے لیے اپنے وجود کو پیش کیا ہے یا کہ ہمارے وجود کو؟ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور! اپنا وجود ہی پیش کیا ہے۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ”آئندہ یاد رکھو کہ مباہلے میں میرا وجود پیش کرنا چاہیے نہ کہ اپنا۔“ اس کے بعد حضورؑ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: ”مَیں دعا کرتا ہوں، آپ بھی شامل ہو جائیں۔“

پھر نہایت رقّت بھرے الفاظ سے دعا شروع ہوئی۔ عشاء کے بعد سے لے کر تہجد کے وقت تک دعا ہوتی رہی۔ آخر دعا ختم ہوئی اور حضورؑ نے فرمایا: ”جاؤ، دعا قبول ہو گئی ہے اور خدا کے فضل سے تمہاری فتح ہے۔“

پھر ہم واپس چل پڑے اور نماز فجر راستے میں پڑھی۔ واپس آکر بھی حضورؑ کی نصیحت کے مطابق دعائیں کرتے رہے۔ میعاد میں دس دن باقی رہ گئے تو رادھے خان نے آکر پھر سخت کلامی کی اور اپنے لوگوں کو ساتھ لے کر باہر جنگل میں دعا کرنے کے لیے چلا گیا۔ بعد میں اُس نے یہ بھی کہا کہ اُس کی دعا قبول ہو گئی ہے۔ یہ دعا کرنے کے بعد وہ واپس اپنے گاؤں کی طرف چلا تو راستے میں اُس کی پنڈلی کی ہڈّی پر چوٹ لگی جس کا زہر اُس کے جسم میں پھیل گیا اور چند دن میں ہی اُس کا جسم اتنا پھول گیا کہ چارپائی پر پورا نہ آتا تھا۔ مولوی صاحب اس کی بیماری کی حالت میں اُس کے پاس گئے اور ایک بار پھر توبہ و استغفار کی تلقین کی لیکن وہ متوجہ نہ ہوا اور میعاد ختم ہونے سے ایک دن پہلے واصل جہنم ہوا۔

ضمناً عرض ہے کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مسنون طریق یہ ہے کہ مباہلے کے لیے ایک سال کی میعاد مقرر کی جائے اور اسی واسطے حضرت صاحب چالیس روز میعاد کے مقرر ہونے پر ناراض ہوئے ہوں گے۔ مگر خدا نے حضرت صاحب کی خاص دعا کی وجہ سے چالیس روز میں ہی مباہلے کا اثر دکھا دیا مگر یہ ایک استثنائی صورت ہے ورنہ عام حالات میں ایک سال سے کم میعاد نہیں ہونی چاہیے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی جب اہل نجران کو مباہلہ کے لیے بلایا تھا تو اپنی طرف سے ایک سال کی میعاد پیش کی تھی۔

اسی طرح تاریخ احمدیت میں یہ واقعہ بھی درج ہے کہ گورداسپور کے مجسٹریٹ چندو لعل نے لیکھرام کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے حضورؑ سے بھری محفل میں سوال کیا کہ کیا آپؑ کو یہ الہام ہوا ہے کہ جو آپؑ کی توہین کرنا چاہے گا، خدا اُس کو ذلیل و رسوا کر دے گا؟ حضورؑ نے فرمایا: ہاں یہ میرا الہام ہے اور خدا کا کلام ہے اور خدا کا مجھ سے یہی وعدہ ہے۔ اُس نے کہا: اگر مَیں آپ کی ہتک کروں تو پھر؟ آپؑ نے اسی یقین کے ساتھ بلا تأمل فرمایا: خواہ کوئی کرے۔ اُس کے دو تین بار پوچھنے پر بھی یہی جواب دیا تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا اور پھر اس بارے میں کوئی بات نہیں کی۔

اسی طرح جب ایک بار ہپناٹزم کے ایک ماہر نے بھری مجلس میں حضورؑ سے کوئی نازیبا حرکت کروانا چاہی تو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کی حفاظت فرماتے ہوئے اُس کا عمل اُسی پر اُلٹا دیا اور وہ خوف سے چیختا ہوا مسجد سے نکل بھاگا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

الغرض تاریخ احمدیت ایسے ہزاروں واقعات سے بھری پڑی ہے جو آج بھی دنیا کے ہر خطّے میں ظاہر ہو رہے ہیں اور خدا تعالیٰ کے خارق عادت نشانات ہم احمدیوں کے قلب و روح کو نورِ آسمانی سے روشن رکھے ہوئے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے کے بعد آپؑ کی بیان فرمودہ تعلیمات و نصائح پر عمل پیرا ہو کر وہ مقام حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جس کی امام وقت نے ہم سے توقعات فرمائی ہیں اور اپنے ربّ سے زندہ تعلق پیدا کرنے کے لیے اپنے آقا علیہ السلام کے نقوشِ پا کی پیروی کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین



درس القرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ٭ وَاِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۙ﴿۳﴾ وَّ اٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ ؕ وَ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۴﴾ ۔(سورۃالجمعۃ:۳-۴)

ترجمہ: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان ہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحب حکمت ہے۔

بخاری کتاب التفسیر میں اس آیت کی تفسیر کچھ یوں بیان شدہ ہے کہ

عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ كُنَّا جُلُوۡسًا عِنۡدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ، اُنۡزِلَتۡ عَلَيۡهِ سُوۡرَةُ الۡجُمُعَةِ ”وَاٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡابِهِمۡ“ قَالَ قُلۡتُ مَنۡ هُمۡ يَا رَسُوۡلَ اللّٰهِ؟ فَلَمۡ يُرَاجِعۡهُ حَتّٰى سَاَلَ ثَلَاثًا، وَ فِيۡنَا سَلۡمَانُ الۡفَارِسِيُّ، فَوَضَعَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلۡمَانَ ثُمَّ قَالَ: لَوۡ كَانَ الۡاِيۡمَانُ عِنۡدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوۡ رَجُلٌ مِّنۡ هٰؤُلَآءِ۔

(بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۂ جمعہ۔ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۱۲۵ مصری۔ و تجرید البخاری مکمل مع عربی ترجمہ شائع کردہ لاہور۔ فیروزالدین اینڈ سنز جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۷۰-۳۔ مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۷۶ باب جامع المناقب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۂ جمعہ نازل کی گئی جس میں یہ آیت بھی تھی وَّ اٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ لَمَّا يَلۡحَقُوۡا بِهِمۡ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے، یعنی وَّ اٰخَرِيۡنَ مِنۡهُمۡ سے کون لوگ مراد ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کا کوئی جواب نہ دیا۔ حتیٰ کہ تین بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ اسی مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ان (اہل فارس) میں سے ایک شخص یا ایک سے زائد اشخاص اس کو پالیں گے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی اور ہم دیکھتے ہیں کہ آپؑ کی صداقت کا اقرار کرنے والے آخرین نے بھی قربانیوں کے وہی معیار قائم کرنے کی توفیق پائی جو اوّلین نے ان کے لیے بطور سنّت کے چھوڑے تھے۔ وفا، اخلاص، محبت و عشق، قدمِ صدق، جان و مال و وقت غرضیکہ ہر قسم کی قربانی میں اوّلین اور آخرین کی مماثلت اظہر من الشمس ہے۔



حدیثُ النّبی ﷺ

☆...حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (مال و دولت کی کثرت کی وجہ سے یہ حال نہ ہو جائے کہ) ایک شخص اپنا صدقہ لے کر تلاش کرے لیکن کوئی اسے لینے والا نہ ملے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو گا اور نہ ترجمانی کے لیے کوئی ترجمان ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ کیا میں نے تجھے دنیا میں مال نہیں دیا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا میں نے تیرے پاس پیغمبر نہیں بھیجا تھا؟ وہ کہے گا کہ ہاں بھیجا تھا۔ پھر وہ شخص اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو آگ کے سوا اَور کچھ نظر نہیں آئے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا اور ادھر بھی آگ ہی آگ ہو گی۔ پس تمہیں جہنم سے ڈرنا چاہیے خواہ ایک کھجور کے ٹکڑے ہی (کا صدقہ کر کے اس سے اپنا بچاؤ کر سکو) اگر یہ بھی میسر نہ آسکے تو اچھی بات ہی منہ سے نکالے۔ (صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ، بَابُ الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ)

☆...حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی راہ میں خرچ کیے ہوئے کس مال کا ثواب زیادہ ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تُو تندرستی کی حالت میں مال کی خواہش ہوتے ہوئے، محتاجی سے ڈر کر، مال داری کی طمع رکھ کر خرچ کرے۔ اور اتنی دیر مت کر کہ جان حلق میں آن پہنچے تو اس وقت تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دینا اور فلاں کو اتنا دینا، حالانکہ اب تو وہ مال کسی اَور کا ہو چکا۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ باب فضل صدقۃ الشحیح الصحیح حدیث ۱۴۱۹)

☆...حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ انصاریؓ مدینہ کے انصار میں سب سے مال دار تھے۔ ان کے کھجوروں کے باغات تھے جن میں سب سے زیادہ عمدہ باغ بیر حاء نامی تھا جو حضرت طلحہؓ کو بہت پسند تھا اور مسجد (نبوی ﷺ) کے سامنے بالکل قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعموم اس باغ میں جاتے اور اس کا میٹھا اور عمدہ پانی پیتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ (جب تک تم اپنے پسندیدہ مال میں سے خرچ نہیں کرتے نیکی کو نہیں پا سکتے۔) تو حضرت ابو طلحہؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ اور میری سب سے پیاری جائیداد بیر حاء کا باغ ہے۔ میں اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری اس نیکی کو قبول کرے گا اور میرے آخرت کے ذخیرہ میں شامل کرے گا۔ یا رسول اللہ! آپؐ اپنی مرضی کے مطابق اس کو اپنے مَصرف میں لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واہ! بہت ہی اعلیٰ اور عمدہ مال ہے، بڑا نفع مند ہے اور جو تو نے کہا ہے وہ بھی میں نے سن لیا ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم یہ باغ اپنے رشتہ داروں کو دے دو۔ ابو طلحہؓ نے کہا میں نے دے دیا یا رسول اللہ! چنانچہ حضرت ابو طلحہؓ نے وہ باغ اپنے قریبی رشتہ داروں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ ۵۸۴ تا ۵۸۵)



امام الکلام۔ کلام الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُستغفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لیے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کیے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنے یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے۔“

(عصمتِ انبیاء علیہم السلام، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۷۱)

”گناہ ایک ایسا کیڑا ہے جو انسان کے خون میں ملا ہؤا ہے مگر اس کا علاج استغفار سے ہی ہو سکتا ہے۔ استغفار کیا ہے؟ یہی کہ جو گناہ صادر ہو چکے ہیں ان کے بد ثمرات سے خدا تعالیٰ محفوظ رکھے اور جو ابھی صادر نہیں ہوئے اور جو بالقوۃ انسان میں موجود ہیں ان کے صدور کا وقت ہی نہ آوے اور اندر ہی اندر وہ جل بھن کر راکھ ہو جاویں۔

یہ وقت بڑے خوف کا ہے۔ اس لیے توبہ و استغفار میں مصروف رہو اور اپنے نفس کا مطالعہ کرتے رہو۔ ہر مذہب و ملّت کے لوگ اور اہلِ کتاب مانتے ہیں کہ صدقات و خیرات سے عذاب ٹل جاتا ہے مگر قبل از نزولِ عذاب۔ مگر جب نازل ہو جاتا ہے تو ہرگز نہیں ٹلتا۔ پس تم ابھی سے استغفار کرو اور توبہ میں لگ جاؤ تا تمہاری باری ہی نہ آوے اور اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے۔“

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۹۹۔ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

”ایک شخص نے اپنے قرض کے متعلق دعا کے واسطے عرض کی۔ فرمایا: استغفار بہت پڑھا کرو۔ انسان کے واسطے غموں سے سُبک ہونے کے واسطے یہ طریق ہے۔

ایک شخص کو استغفار کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ استغفار کلیدِ ترقیاتِ روحانی ہے۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۸۶۔ ایڈیشن ۲۰۲۲ء)



سالانہ اجتماع مجلس انصاراللہ برطانیہ 2024ء کے اختتامی اجلاس سے

سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

(فرمودہ مورخہ 29؍ستمبر 2024ء بروز اتوار بمقام کنگزلے (ہمپشئر) یوکے)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آج ہمارے ساتھ اس اجتماع میں بیلجیم کے انصار بھی شامل ہیں جن کا اجتماع ہو رہا ہے اور شاید ایک آدھ جگہ اَور بھی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو توفیق دے کہ اس اجتماع سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں۔

ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں جہاں ترقی کے نام پر ہر قسم کی آزادی اور بے جا آزادی کو رواج دیا جا رہا ہے، آزادی کے نام پر لغو قسم کی حرکات کو بھی جائز قرار دیا جا رہا ہے ایسے میں انصار اللہ کی ذمہ داریاں پہلے سے بہت بڑھ جاتی ہیں کیونکہ انصار اللہ وہ تنظیم ہے، جماعت کا وہ حصہ ہے جو اپنی بلوغت کی عمر کو پہنچ چکا ہے اور اس لحاظ سے اس کی ذمہ داری ہے کہ باقی افراد جماعت کے لیے نمونہ بنیں۔ پس اس بات کو سمجھتے ہوئے ان باتوں کو اپنانے، ان پر عمل کرنے اور اسے پھیلانے کی کوشش کریں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں اور جس کے پورا کرنے کے لیے ہم نے آپؑ کی بیعت کی ہے۔ ہم نے اپنے گھروں کے ماحول کو بھی ایسا بنانا ہے جہاں یہ پاک نمونے قائم ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کے سامنے بھی ایسے نمونے قائم کرنے ہیں جو ان کے لیے ایک نمونہ ہوں اور اپنے معاشرے اور ماحول میں بھی وہ نمونے قائم کرنے ہیں جو معاشرے کی بھلائی اور بہتری کے لیے ایک راستہ دکھانے والے ہوں۔ پس اس لحاظ سے ہماری بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کو سمجھنا چاہیے اور اس کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کی ہے۔ پس اگر ہم نے اپنے نمونے نہ دکھائے، اس عمر کو پہنچ کر جو ہماری انتہائی بلوغت کی عمر ہے اپنے وہ نمونے قائم نہ کیے جو دوسروں کے لیے مثال ہوں تو پھر ہم اپنی بیعت کا بھی حق ادا کرنے والے نہیں ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہوں پر ہمیں نصائح فرمائی ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی بات سے لے کر بڑی باتوں تک ہر قسم کی نصیحتیں فرمائیں۔ اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض باتیں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں یہ نصیحت فرمائی کہ اپنے گھروں کے ماحول کو ایسا بناؤ جہاں محبت اور پیار نمایاں ہو کیونکہ گھر معاشرے کی وہ چھوٹی اکائی ہے جس میں اگر امن اور سلامتی ہو، پیار اور محبت ہو تو پھر وہی پیغام باہر لوگوں کو بھی پہنچتا ہے، وہی پیغام سارے گھر کے افراد کو بھی پہنچتا ہے اور وہ پھر آگے اس کو پہنچانے والے ہوتے ہیں۔ عورتوں سے حسن معاشرت کے طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی نصیحت فرمائی ہے اور ایک دفعہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہوئے بڑے درد سے فرمایا کہ لوگ تو بلاوجہ عورتوں کو اپنی دشنام طرازی کا نشانہ بنا لیتے ہیں، ان کو برا بھلا کہہ دیتے ہیں، ان سے لڑائی جھگڑا بھی کر لیتے ہیں لیکن ایک موقع پر آپؑ اپنا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند“ یعنی اونچی آواز جو ہے ”دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے۔“ اس میں غصہ شامل ہے اور ”بایں ہمہ کوئی دلآزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔“ اس کے علاوہ کوئی ایسی بات نہیں کی تھی جو سخت ہو صرف آواز اونچی تھی لیکن ”اس کے بعد فرماتے ہیں ”میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی زوجہ پر کسی پنہانی معصیتِ الٰہی کا نتیجہ ہے۔“ ”شاید کوئی میرا چھپا ہوا ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے ایسے سخت الفاظ یا اونچی آواز میرے منہ سے نکل گئی۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲)

پس یہ وہ معیار ہے جو ہمیں اپنے گھروں میں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ انصار میں شامل ہو جاتے ہیں اور یہ عمر ایک ایسی ہے جو پوری بلوغت کی عمر ہے اور یہی عمر ایسی ہے جہاں بعض دفعہ انسان اپنے جذبات بھی قابو میں نہیں رکھتا جس کو خیال ہوتا ہے کہ میری عمر ایسی آگئی ہے کہ میرا عزت اور احترام بھی زیادہ ہونا چاہیے۔ اگر بیوی کی طرف سے کوئی ایسی بات ہو جائے جو مزاج کے خلاف ہو تو بہت سارے معاملات ایسے آتے ہیں جہاں پتہ لگتا ہے کہ خاوند پھر بہت زیادہ سختی بیویوں پر شروع کر دیتے ہیں یا بیویوں کے جو قریبی رشتے ہیں ان کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ جو پھر

بیوی کو نامناسب لگتا ہے اور اس کی طبیعت پر اس کا منفی اثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے پھر ایک بے چینی اور بدمزگی گھر میں پیدا ہو جاتی ہے اور اس کا نتیجہ پھر یہ نکلتا ہے کہ بچوں پر بھی بُرا اثر پڑتا ہے، بچوں کی تربیت پر برا اثر پڑتا ہے۔ بچے بعض دفعہ دیکھ لیتے ہیں کہ باپ کے نامناسب رویے کی وجہ سے ہماری ماں کے جذبات کو ٹھیس پہنچی ہے یا باپ ہماری ماں کے جذبات کا صحیح احترام نہیں کرتا اور خیال نہیں رکھتا یا ہمارا باپ اپنے رشتے داروں سے حسن سلوک نہیں کرتا۔ چاہے وہ رحمی رشتہ دار ہوں یا سُسرالی رشتہ دار ہوں۔ پھر اس کا اثر بچوں پر پڑتا ہے اور وہ بھی پھر گھر کے ماحول سے بیزار ہوتے ہیں اور باہر جا کر سکون تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ باہر جاتے ہیں تو باہر کے ماحول میں پھر جیسا بھی ماحول میسر ہے ان کو مل جاتا ہے جس کی وجہ سے پھر برائیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں اور بہت سارے بچے اسی لیے بگڑتے ہیں کہ وہ گھروں کے ماحول سے بیزار ہوتے ہیں یا گھروں کے ماحول میں ان کو تسلی نہیں ملتی۔ گھروں کے ماحول میں ان کو بے چینی مل رہی ہوتی ہے۔

پس اس لحاظ سے یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ مرد اپنی نسلوں کی اصلاح کے لیے، اپنی نسلوں کو بچانے کے لیے، اپنی نسلوں میں دین کی محبت پیدا کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کے لیے، اپنی نسلوں میں جماعتی احترام اور تعلق پیدا کرنے کے لیے ایسے نمونے قائم کریں جو ایک مثال ہوں۔ ان کے گھروں میں ایک سکون ہو۔ یہ گھروں کا سکون جو ہے جب یہ حاصل ہو جائے گا تو پھر ہر طرف ایک امن اور سکون کی فضا انہیں نظر آئے گی۔ اور بچے پھر اس ماحول میں گھروں میں رہ کر اپنے ماں باپ سے زیادہ تعلق پیدا کرنے والے ہوں گے اور اپنی اصلاح کر کے پھر دین سے بھی جڑنے والے ہوں گے کیونکہ ان کو پتہ ہو گا کہ میرا باپ جو کچھ بھی کر رہا ہے وہ دین کی تعلیم کے مطابق کر رہا ہے۔ پس یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو انصار کی عمر کو پہنچ کر پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ بیشک خدام الاحمدیہ کی بھی ذمہ داری ہے۔ ان کے بچے چھوٹے بچے ہوتے ہیں۔ خدام بھی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کریں تا کہ بچپن سے ہی گھروں کا پُرسکون ماحول نظر آئے لیکن انصار کی عمر کو پہنچ کر بچے بہت حد تک باشعور ہو جاتے ہیں بلکہ بالغ ہو جاتے ہیں اس لیے اس عمر کو پہنچ کے تو خاص طور پر اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ہمارے گھریلو ماحول نہایت پیار اور محبت والے ہوں اور پُرامن رہنے والے ہوں۔

”مرد اپنی نسلوں کی اصلاح کے لیے، اپنی نسلوں کو بچانے کے لیے، اپنی نسلوں میں دین کی محبت پیدا کرنے کے لیے، اپنی نسلوں کو خدا تعالیٰ سے جوڑنے کے لیے، اپنی نسلوں میں جماعتی احترام اور تعلق پیدا کرنے کے لیے ایسے نمونے قائم کریں جو ایک مثال ہوں“

پھر بچوں کی تربیت کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک نسخہ بتایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کے لیے دعا کرو اور نرمی کا سلوک کیا کرو اور نرمی اور پیار سے سمجھاؤ گے تو وہ بات سمجھیں گے بھی اور ان کو یہ شکوہ بھی نہیں ہو گا کہ ہمارا باپ سختی کر رہا ہے یا ہمیں غلط باتوں پر بلاوجہ ڈانٹ ڈپٹ ہو رہی ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ تو ہوتی ہی غلط باتوں پر ہے، غلط باتوں پر بھی ڈانٹ ڈپٹ اگر ضرورت سے زیادہ ہو جائے تو وہ بھی غلط چیز ہے۔ غلط بات ہی ہے جیسا کہ میں نے کہا اس پہ ڈانٹ ڈپٹ ہوتی ہے۔ اچھی باتوں پہ تو کوئی نہیں ڈانٹتا لیکن اس کا بھی اگر صحیح موقع پر نہیں ہو، صحیح طریقے سے نہ ہو تو بچوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ بلاوجہ کی ڈانٹ ڈپٹ نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”ہدایت اور تربیت حقیقی خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرک خفی ہے اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔“ آپؑ فرماتے ہیں ”اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔“ فرمایا ”ہم تو اپنے بچوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آداب تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں اور پھر اپنا پورا بھروسا اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہو گا وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔“

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پھر آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ بچوں کے لیے دعا کرنی چاہیے۔ میں اپنے بچوں کے لیے بہت دعا کرتا ہوں اور یہ تبھی ہو گا جب آپ لوگوں کو ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا ہو گا اور دعا پر اتنا یقین ہو گا کہ ہم یہ سمجھیں گے کہ دعا کے بغیر ہمارا گزارہ نہیں اور اپنی پانچ وقت کی نمازوں میں رقت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، درد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے، بچوں کے لیے خاص دعائیں کرنے کی کوشش کریں گے تا کہ ہماری نسلیں بھی بچ جائیں اور ہمیشہ دین کے ساتھ جڑی بھی رہیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق بھی ان کا پختہ ہوتا چلا جائے۔

پھر ایک نصیحت آپؑ نے یہ بھی فرمائی کہ نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کر دو، معافی کی عادت بھی ڈالو۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے ہاں ذرا ذرا سی بات پر جب جھگڑے ہو جاتے ہیں تو پھر انسان معاف نہیں کرتا اس کو دل میں رکھتا ہے اور دل میں رکھ کر پھر وہ بات بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہ چیز جو ہے یہ ناپسندیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے اور اسلام کی تعلیم میں اس کو بہت زیادہ ناپسند کیا گیا ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرزِ عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لیے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے

والوں کو معاف کرو۔" (روئداد جلسہ دعا، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۲۱)

یعنی نیکی کرنے والوں کے ساتھ تو نیکی ہے ہی۔ اگر نہیں کروگے تو یہ تو بہت بڑی برائی ہے اور بہت بڑا گناہ ہے لیکن فرمایا کہ بدی کرنے والوں کو بھی معاف کردو کیونکہ یہ بھی ایک نیکی ہے۔ جب ان کو معاف کروگے تو یہ نیکی ہوگی۔ پس اس لحاظ سے ہمیشہ اپنے دلوں میں وسعت پیدا کریں اور اپنے سے برائی کرنے والوں سے بھی صرفِ نظر کریں اور جس حد تک ممکن ہو سوائے اس کے کہ کسی بہت بڑے نقصان کا احتمال ہو یا جماعتی نقصان ہوتا ہو تب اس کو سزا دینے کے لیے جو مناسب فورم ہے وہاں تو جاسکتے ہیں لیکن خود کبھی ایسی باتیں نہ کریں جس سے لڑائی جھگڑے کی صورتحال پیدا ہو اور معاشرے کا امن برباد ہو اور صرف معاشرے کا امن برباد نہیں ہوگا بلکہ ہمارے یہ نمونے دیکھ کر ہمارے بچوں پر بھی منفی اثر پڑے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میں تو جماعت کو باہم اتفاق و محبت سے رہنے کی نصیحت کرنے کے لیے آیا ہوں۔ فرمایا کہ دو ہی مسئلے ہیں میرے جن کو لے کر میں آیا ہوں۔ اول یہ کہ خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ جو دوسروں کے لیے ایک کرامت کا نمونہ ہو جائے۔ ایسی نظیر ہو ایسا نمونہ ہو جو دوسروں کو مجبور کرے کہ واقعی ان لوگوں کا غیر معمولی حوصلہ اور فعل ہے اور غیر معمولی اخلاق ہیں جس کی وجہ سے یہ آپس میں محبت رکھتے ہیں اور نہ صرف آپس میں محبت رکھتے ہیں بلکہ ہر انسان سے ایک محبت کا تعلق رکھنے والے ہیں۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ "جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجودِ واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہونے کا حکم اسی لیے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح "یعنی بجلی جس طرح تاروں کے ذریعہ سے چلتی ہے اس طرح "ایک کی خیر دوسرے میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو، اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہوگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آپس میں محبت کرو اور ایک دوسرے کے لیے غائبانہ دعا کرو۔ اگر ایک شخص غائبانہ دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لیے بھی ایسا ہی ہو۔ کیسی اعلیٰ درجہ کی بات ہے کہ اگر انسان کی دعا منظور نہ ہو تو فرشتہ کی تو منظور ہوتی ہے۔ میں نصیحت کرتا ہوں" آپؑ فرماتے ہیں " میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

اور یہ آپس کے اختلافات ہی ہیں جن کی وجہ سے آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی جو حالت ہو رہی ہے کہ دشمن ان پر ہر طرف سے حملہ کر رہا ہے اور بظاہر غالب آرہا ہے حالانکہ مومن کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو غلبہ عطا فرمائے گا لیکن یہاں تو الٹی صورت نظر آرہی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ مسلمانوں میں آپس میں اتفاق نہیں، اتحاد نہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جس مقصد کے لیے آئے تھے اس کو پورا کرنے کے لیے ہم نے آپس میں بھی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنا ہے اور معاشرے کو بھی اس کی تعلیم دینی ہے۔

آپؑ مزید فرماتے ہیں کہ "میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو۔"

آپؑ فرماتے ہیں کہ "یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی تھی کُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَیۡنَ قُلُوۡبِکُمۡ۔ (آل عمران: ۱۰۴) یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔" فرمایا کہ "یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پس یہ بہت بڑی بات ہے، بہت بڑی تنبیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اور تمہارے درمیان الفت پیدا کرنے کے لیے اُس نے ایک دین قائم کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیم بھیجی اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اس دشمنی کو ختم کرنے کے لیے تمہیں ایک بنانے کے لیے تعلیم دی۔ اب تمہارا کام ہے کہ اس دشمنی کو کلیۃً مٹادو اور آپس میں محبت اور پیار پیدا کرو۔

"میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔"

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ "یاد رکھو بغض کا جدا ہونا مہدی کی علامت ہے"، یعنی مہدی کے آنے کی علامت یہ ہے کہ جو اس کی جماعت میں شامل ہوں گے ان کا آپس کا بغض ختم ہو جائے گا تو تم نے جو مہدی کو منظور کیا ہے تو آپس کے جھگڑوں اور کینوں اور بغضوں کو دور کرنا پڑے گا۔ فرمایا کہ "کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی؟ وہ ضرور ہوگی۔" اور فرمایا کہ میں امید رکھتا ہوں کہ "میرے وجود سے ان شاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی۔" پس اگر ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صالح جماعت میں شامل ہونا ہے تو آپس کے بغضوں کو بھی دور کرنا ہوگا۔ فرمایا کہ "باہمی عداوت کا سبب کیا ہے؟ بخل ہے، رعونت ہے، خود پسندی ہے اور جذبات ہیں۔" فرمایا کہ "جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے اور باہم محبت اور اخوت سے نہیں رہ سکتے۔ جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔" وہ ظاہر میں تو یہ کہتے رہیں گے کہ ہم جماعت میں شامل ہیں لیکن حقیقت میں وہ اپنی زندگی تک ہی مہمان ہیں۔ چاہے وہ زندہ رہنے تک اپنے آپ کو احمدی ہونے کا

دعویٰ کرتے رہیں جب تک کہ وہ عمدہ نمونہ دکھا کر اس تعلیم پر عمل نہ کریں وہ احمدی ہونے کا حق ادا نہیں کرتے جس کی تعلیم ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلامی تعلیم کی روشنی میں دی ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں احمدی نہیں ہیں۔ فرمایا ''مَیں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشا کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے۔''

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۸، ۴۹ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پھر آپؑ نے ایک نصیحت یہ فرمائی کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بناؤ بلکہ دین کو بناؤ اور دنیا اس کے لیے بطور خادم اور مرکب ہے۔ وضاحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ مومن کو چاہیے کہ وہ جدوجہد سے کام کرے لیکن جس قدر مرتبہ مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا یعنی بے شمار دفعہ بھی کہنا پڑے تو یہی کہوں گا کہ ''دنیا کو مقصود بالذات نہ بنالو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کے لیے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔'' خادم کے طور پر ہو۔ دنیا کی چیزیں مل کر دین کی خادم بننے والی چیزیں بن جائیں۔ یہ اسباب جو ہیں یہ دین سے دور ہٹانے والے نہ ہوں بلکہ یہ دین کی خدمت کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں ان سے فائدہ اٹھاؤ۔ فرمایا کہ ''دولت مندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقع نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اولؓ نے ''یعنی حضرت ابو بکر صدیقؓ ''جو بڑے ملک التّجار تھے مسلمان ہو کر لا نظیر مدد کی اور آپؓ کو یہ مرتبہ ملا کہ صدیق کہلائے اور پہلے رفیق اور خلیفۂ اوّل ہوئے۔'' (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۹۲ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

آپؑ فرماتے ہیں کہ یہ مقام حضرت خلیفہ اوّل کو اس لیے ملا کہ آپؓ نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد کیا تھا اس کو پورا کیا اور اگر ہر شخص اس عہد کو پورا کرتا رہے گا تو اس کو بھی حفظِ مراتب کے طور پر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نوازتا رہے گا۔ جو جو اس کا مقام ہے جیسا جیسا اس کی نیکیاں ہیں اس کے مطابق اللہ تعالیٰ ان کو نوازتا چلا جائے گا۔ یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ بغیر نوازے چھوڑے۔

پھر ایک جگہ نصیحت کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا کہ ''جہنم کیا چیز ہے؟'' فرمایا کہ ''ایک جہنم تو وہ ہے جس کا مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے اور دوسرے یہ زندگی بھی اگر خدا تعالیٰ کے لیے نہ ہو تو جہنم ہی ہے۔'' اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھو گے تو جنت ملے گی، نہیں تو جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ ایسے انسان کا تکلیف سے بچانے اور آرام دینے کے لیے متولی نہیں ہوتا۔ یہ خیال مت کرو کہ کوئی ظاہری دولت یا حکومت، مال و عزت، اولاد کی کثرت کسی شخص کے لیے کوئی راحت یا اطمینان، سکینت کا موجب ہو جاتی ہے اور وہ دم نقد بہشت ہی ہوتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ اطمینان تسلی اور وہ تسکین جو بہشت کی انعامات میں سے ہیں ان باتوں سے نہیں ملتی وہ خدا ہی میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے جس کے لیے انبیاء علیہم السلام خصوصاً ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام کی یہی وصیت تھی کہ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ (البقرۃ:۱۳۳)'' کہ جب تک فرمانبرداری نہ ہو اس وقت تک مرنا نہیں۔ یعنی اپنے مرنے تک تم نے فرمانبردار رہنا ہے۔ فرمایا کہ ''لذات دنیا تو ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے طلب اور پیاس کو بڑھا دیتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح پیاس نہیں بجھتی۔'' جس کو پانی کی پیاس کا مرض ہوتا ہے اس کی پیاس نہیں بجھتی اس طرح اس کی بھی پیاس نہیں بجھتی دنیا کی۔ دنیا میں ڈوبتے چلے جاؤ گے تو دنیا کی لالچ اور لالچ کی طرف لے جاتی رہے گی اور ایک پیاس کے مریض کی طرح انسان یہی چاہے گا کہ میں دولت کو حاصل کرتا ہی چلا جاؤں۔ پانی کو پیتا ہی چلا جاؤں اور فرمایا کہ پیاس نہیں بجھتی ''یہاں تک کہ ہلاک ہو جاتے ہیں'' پس دولت کا بھی یہی حال ہے کہ انسان دولت کے پیچھے اپنے آپ کو ہلاک کر لیتا ہے۔ فرمایا کہ ''یہ بے جا آرزوؤں اور حسرتوں کی آگ بھی منجملہ اسی جہنم کی آگ کے ہے جو انسان کے دل کو راحت اور قرار نہیں لینے دیتی بلکہ اس کو ایک تذبذب اور اضطراب میں غلطان و پیچان رکھتی ہے۔ اس لیے میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے۔'' فرماتے ہیں میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر پوشیدہ نہ رہے۔ فرمایا ''میرے دوستوں کی نظر سے یہ امر ہرگز پوشیدہ نہ رہے کہ انسان مال و دولت یا زن و فرزند کی محبت کے جوش اور نشے میں ایسا دیوانہ اور از خود رفتہ نہ ہو جاوے کہ اس میں اور خدا تعالیٰ میں ایک حجاب پیدا ہو جاوے۔ مال اور اولاد اسی لیے تو فتنہ کہلاتی ہے۔ ان سے بھی انسان کے لیے ایک دوزخ تیار ہوتا ہے اور جب وہ ان سے الگ کیا جاتا ہے تو سخت بے چینی اور گھبراہٹ ظاہر کرتا ہے۔'' یعنی اولاد اور مال سے جب انسان علیحدہ ہو جائے، نقصان پہنچے تو بڑا بے چین ہو جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲۔ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

> ''میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھلاؤ کہ غیروں کے لیے کرامت ہو''

پھر قرآن کریم پڑھنے کی طرف نصیحت کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ دن رات تم قرآن کریم کو پڑھو۔ یہ حربہ اپنے ہاتھ میں لے لو کیونکہ تمہاری فتح اسی کے ذریعہ سے ہونی ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم کو پڑھو۔ اس پر عمل کرو گے تو تمہاری فتح ہوگی۔ فرمایا: ''اگر ہمارے پاس قرآن نہ ہوتا اور حدیثوں کے یہ مجموعے ہی مایۂ نازِ ایمان و اعتقاد ہوتے تو ہم قوموں کو شرمساری سے منہ بھی نہ دکھا سکتے۔'' فرمایا کہ ''مَیں نے قرآن کریم کے لفظ میں غور کی تب مجھ پر کھلا کہ اس مبارک لفظ میں ایک زبردست پیش گوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہی قرآن یعنی پڑھنے کے لائق کتاب ہے اور ایک زمانہ میں تو اور بھی زیادہ یہی پڑھنے کے قابل کتاب ہوگی جبکہ اَور کتابیں بھی پڑھنے میں اس کے ساتھ شریک کی جائیں گی۔ اس وقت اسلام کی عزت بچانے کے لیے اور بطلان کا استیصال کرنے کے

لیے یہی ایک کتاب پڑھنے کے قابل ہو گی اور دیگر کتابیں قطعاً چھوڑ دینے کے لائق ہوں گی۔ فرقان کے بھی یہی معنے ہیں۔ یعنی یہی ایک کتاب حق و باطل میں فرق کرنے والی ٹھہرے گی اور کوئی حدیث کی یا اور کوئی کتاب اس حیثیت اور پایہ کی نہ ہو گی۔ اس لیے اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔" فرماتے ہیں کہ "ہماری جماعت کو چاہیے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اور حدیثوں کے شغل کو ترک کریں۔ بڑے تاسّف کا مقام ہے کہ قرآن کریم کا وہ اعتنا اور تدارس نہیں کیا جاتا" اس طرح نہیں پڑھا جاتا "جو احادیث کا کیا جاتا ہے۔ اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۲۲۔ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پس فرمایا کہ قرآن کریم کو اوّل فوقیت دو، حدیثوں کو اتنا اپنے اوپر سوار نہ کرو کہ حدیث میں یہ آیا ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم پر غور کرو اس پر عمل کرو اس کی تشریح دیکھو اس کی تفسیر دیکھو اور ہاں دوسری جگہ یہ بھی فرمایا کہ جو حدیثیں قرآن کریم کی تائید کرتی ہیں اس کی تشریح کرتی ہیں ان کو مانو لیکن یہ کہنا کہ یہ حدیث میں آیا ہے اور اس کی سمجھ بھی تمہیں نہ آئے اور حدیث قرآن سے ٹکراتی ہے تو وہ حدیث قابل قبول نہیں ہے۔ پس اصل حقیقت اصل چیز قرآن کریم ہے۔ قرآن کریم کو پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور خاص طور پر انصار کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہیے اور نہ صرف خود توجہ دینی چاہیے بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلانی چاہیے تا کہ وہ بھی قرآن کریم پڑھیں اور اپنی حالتوں کو بہتر کریں۔

"اب سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔"
"اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت نہ ٹھہر سکے گی"

پھر بیعت کی اہمیت کے بارے میں آپؑ فرماتے ہیں۔ تم نے میرے سے بیعت کی ہے تو حقیقی بیعت کس طرح ہو سکتی ہے اور اگر حقیقی بیعت نہیں تو صرف پوست ہے۔ یہ صرف ایک shell ہے جو تم نے اپنے اوپر اوڑھ لیا ہے، چڑھایا ہوا ہے۔ جس کے اندر تم چلے گئے ہو۔ اس کی حقیقت کچھ نہیں ہے۔ فرمایا کہ جو بیعت اور ایمان کا دعویٰ کرتا ہے اس کو ٹٹولنا چاہیے کہ کیا میں چھلکا ہی ہوں یا مغز۔ صرف تمہارے اوپر shell ہے، یا اس کے اندر گودا بھی ہے۔ خول چڑھا ہوا ہے یا اس کے اندر حقیقت میں وہ معرفت بھی ہے جو ایک بیعت کرنے والے کو حاصل ہونی چاہیے اور وہ مغز بھی ہے جو بیعت کرنے والے میں موجود ہونا چاہیے۔ اس کا اظہار اس کے ہر عمل سے ہونا چاہیے۔ فرمایا کہ جب تک مغز پیدا نہ ہو ایمان، محبت، اطاعت، بیعت، اعتقاد، مریدی، اسلام کا سچا مدعی کچھ نہیں۔ یہ سب باتیں ختم ہیں اگر مغز نہیں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۶۷۔ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

"یاد رکھو کہ یہ سچی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغز کے سوا چھلکے کی کچھ بھی قیمت نہیں۔ خوب یاد رکھو کہ معلوم نہیں موت کس وقت آ جاوے۔" اور خاص طور پر انصار کی عمر کو پہنچنے کے بعد کچھ پتہ نہیں ہوتا "لیکن یہ یقینی امر ہے کہ موت ضرور ہے۔" فرمایا "پس نرے دعویٰ پر ہرگز کفایت نہ کرو اور خوش نہ ہو جاؤ وہ ہرگز ہرگز فائدہ رساں چیز نہیں۔ جب تک انسان اپنے آپ پر بہت موتیں وارد نہ کرے اور بہت سی تبدیلیوں اور انقلابات میں سے ہو کر نہ نکلے وہ انسانیت کے اصل مقصد کو نہیں پا سکتا۔" فرمایا انسان کے معنی یہ ہیں کہ "انسان اصل میں اُنس سے لیا گیا ہے یعنی جس میں دو حقیقی اُنس ہوں۔ ایک اللہ تعالیٰ سے اور دوسرا بنی نوع کی ہمدردی سے۔" ایک اللہ تعالیٰ کی محبت، دوسری بنی نوع کی ہمدردی اور محبت۔ "جب یہ دونو اُنس اس میں پیدا ہو جاویں اس وقت انسان کہلاتا ہے اور یہی وہ بات ہے جو انسان کا مغز کہلاتی ہے۔" اگر یہ نہیں۔ اگر یہ دونوں باتیں اس میں نہیں ہیں تو انسان نہیں کہلا سکتا۔ کہنے کو تو انسان ہے لیکن حقیقی انسان نہیں ہے "اور اسی مقام پر انسان اولوالالباب کہلاتا ہے۔" حقیقی اور عقلمند انسان کہلا سکتا ہے۔ "جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ ہزار دعویٰ کر دکھاؤ مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک، اس کے نبی اور اس کے فرشتوں کے نزدیک ہیچ ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ حقیقی مسلمان بننا ہے تو اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانے کی کوشش کرو۔ وہی حالت پیدا کرو جو آپ نے پیدا کی اور جس کا اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا ورنہ پھر ہم شیطان کے پیرو بن جائیں گے اگر یہ کوشش ہم نے نہ کی۔ پس بہت خوف کا مقام ہے اور خاص طور پر انصار اللہ کے اوپر بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں ان کو تو بہت زیادہ خوف کرنا چاہیے اور بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ اپنی حالتوں کو ایسا کریں کہ کبھی شیطان کے پیرو نہ بن سکیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ "سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا ہے۔ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ۔ (آل عمران: ۳۲) یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ رسمی طور پر عبادت کرو۔ اگر حقیقتِ مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے۔" رسمی باتیں اگر ہیں تو پھر نماز کیا چیز ہے "اور روزہ کیا چیز ہے۔ خود ہی ایک بات سے رکے اور خود ہی کر لے۔" خود ہی اپنی تشریح کر لی کہ ہم اس وقت نماز پڑھیں گے یہ نماز ہے اور یہ روزہ ہے۔ نہیں۔ نمونہ ہمارے سامنے قائم ہے وہ دیکھنا ہو گا۔ فرمایا یعنی خود اپنی مرضی سے یہ کام کیا اور مرضی ہوئی تو نماز پڑھ لی مرضی

ہوئی تو نہ پڑھی۔ مرضی ہوئی تو روزہ رکھا مرضی ہوئی تو نہ رکھا تو یہ تو کوئی بات نہیں۔ پھر مذہب کا کیا فائدہ ہے۔ فرمایا کہ اگر حقیقت مذہب یہی ہے تو پھر نماز کیا چیز ہے اور روزہ کیا چیز۔ اگر اپنی مرضی سے ہی کرنا ہے سب کچھ تو پھر نماز روزے کی تو کوئی اہمیت نہیں ہے۔ "اسلام محض اس کا نام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ بکرے کی طرح سر رکھ دے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مرنا، میرا جینا، میری نماز، میری قربانیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اور سب سے پہلے میں اپنی گردن رکھتا ہوں۔ یہ فخر اسلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو اوّلیت کا ہے۔ نہ ابراہیمؑ کو نہ کسی اور کو۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔ اگرچہ آپؐ سب نبیوں کے بعد آئے مگر یہ صدا کہ میرا مرنا اور میرا جینا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے دوسرے کے منہ سے نہیں نکلی۔"

اور فرمایا کہ "اب دنیا کی حالت کو دیکھو کہ ہمارے نبی کریم ﷺ نے تو اپنے عمل سے یہ دکھایا کہ میرا مرنا اور جینا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور یا اَب دنیا میں مسلمان موجود ہیں۔ کسی سے کہا جاوے کہ کیا تو مسلمان ہے؟ تو کہتا ہے۔ الحمد للہ۔ جس کا کلمہ پڑھتا ہے اس کی زندگی کا اصول تو خدا کے لیے تھا مگر یہ دنیا کے لیے جیتا اور دنیا ہی کے لیے مرتا ہے۔" کہتے تو یہ ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لیکن جس کے لیے کلمہ پڑھا محمد رسول اللہؐ کا وہ تو خدا کے لیے جیتے اور مرتے تھے لیکن عام انسان مسلمان کہلانے کے باوجود دنیا کے لیے مرتے اور جیتے ہیں۔ فرمایا "اس وقت تک کہ غرغرہ شروع ہو جاوے دنیا ہی اس کی مقصود، محبوب اور مطلوب رہتی ہے۔" "موت تک یہی باتیں ہوتی ہیں کہ دنیا کس طرح کمائیں۔" "پھر کیونکر کہہ سکتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتا ہوں۔"

> "حقیقی مسلمان بننا ہے تو اپنی زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ دکھانے کی کوشش کرو۔ وہی حالت پیدا کرو جو آپ نے پیدا کی اور جس کا اسوہ ہمارے سامنے قائم فرمایا"

فرمایا "یہ بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔" بڑی غور طلب بات ہے اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا بہت مشکل کام ہے اور جو اسوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اس پر چلنا بہت مشکل کام ہے۔ اس کے لیے محنت کرنی پڑے گی۔ "اس کو سرسری نہ سمجھو۔ مسلمان بننا آسان نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اسلام کا نمونہ جب تک اپنے اندر پیدا نہ کرو مطمئن نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۸۶، ۱۸۷ ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

پس یہ بہت اہم بات ہے، بہت ڈرانے والی بات ہے، بہت توجہ دلانے والی بات ہے اس کی طرف ہمیں توجہ رکھنی چاہیے۔ اگر ہم نے اپنی زندگیوں کو یہ چند باتیں جو میں نے کی ہیں اس کے مطابق ڈھال لیا تو ہم سمجھ لیں کہ ہم نے اپنی بیعت کے حق کو بھی پورا کیا اور انصار اللہ ہونے کا حق بھی ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اس حق کو ادا کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس اَور پڑھتا ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"تمام کامیابی ہماری معاشرت اور آخرت کے تعاون پر ہی موقوف ہو رہی ہے۔ کیا کوئی اکیلا انسان کسی کام دین یا دنیا کو انجام دے سکتا ہے ہرگز نہیں۔ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی بغیر معاونت باہمی کے چل ہی نہیں سکتا۔ ہر یک گروہ کہ جس کا مدعا اور مقصد ایک ہی ہے مثل اعضاء یک دیگر ہے اور ممکن نہیں۔" مختلف اعضاء ہیں لیکن جسم ایک ہے۔ "جو کوئی فعل جو متعلق غرض مشترک اس گروہ کے ہے بغیر معاونت باہمی ان کی کے بخوبی و خوش اسلوبی ہو سکے۔" کوئی کام جو مشترک کام ہے بغیر باہمی معاونت کے ایک دوسرے کی مدد کرنے کے خوش اسلوبی سے سرانجام نہیں پا سکتا۔ پس آپس میں معاونت ضروری ہے۔ فرمایا کہ "بالخصوص جس قدر جلیل القدر کام ہیں اور جن کی علت غائی "جس کا آخری نتیجہ "کوئی فائدہ عظیمہ جمہوری ہے" یعنی بہت بڑا فائدہ جو پوری قوم کو ملنے والا ہے "وہ تو بجز جمہوری اعانت کے کسی طور پر انجام پذیر ہی نہیں ہو سکتے۔" قوم کا فائدہ اٹھانے کے لیے پوری قوم کو اکٹھا ہو کے کام کرنا پڑے گا "اور صرف ایک ہی شخص اس کا متحمل ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا۔ انبیاء علیہم السلام جو توکل اور تفویض اور تحمل اور مجاہدات افعال خیر میں سب سے بڑھ کر ہیں ان کو بھی بہ رعایت اسباب ظاہری مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ (الصف:۱۵) کہنا پڑا۔" "انبیاء نے بہت سارے کام کیے ان کو اللہ تعالیٰ نے سپرد کیے ان سے وعدے بھی کیے لیکن انہوں نے بھی جماعت اکٹھی کی اور کہا کہ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ۔ "خدا نے بھی اپنے قانون تشریح میں بہ تصدیق اپنے قانون قدرت کے تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی (المائدہ ۳) کا حکم فرمایا۔"

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۹)

پس جب ہم نے اپنے آپ کو انصار اللہ کہا ہے اور نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہِ کا نعرہ لگایا ہے تو ہمیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں ہونے کا حق اور انصار اللہ ہونے کا حق ادا کرنے کے لیے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ اپنی حالتوں کو ہم تبدیل کرنے والے ہوں۔ اپنے بچوں کی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اپنے گھروں کے ماحول کو پُرامن رکھنے والے ہوں۔ اپنے معاشرے کے ماحول کو پُرامن رکھنے والے ہوں اور آخر میں اس دنیا کو امن اور سلامتی کا پیغام پہنچانے والے ہوں اور اس دنیا کو ایک خدا کا ماننے والا بنانے والے ہوں اور دنیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لہرانے والے ہوں اور دنیا کو آپؐ کے جھنڈے تلے لانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم ہمیشہ ایسے ہی انصار بن کر رہیں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔ (دعا)

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ برطانیہ 2024ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پُر معارف خطابات

مرکزی موضوع عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ کی قرآنی اصطلاح کے حوالے سے علمائے سلسلہ کی تقاریر اور پینل ڈسکشنز

رپورٹ: محمود احمد ملک

نمائش گاہ میں مختلف النوع معلوماتی سٹالز اور نہایت مفید مذاکروں کے پروگرام
نماز تہجد سے دن کا آغاز، علمی و ورزشی مقابلہ جات، مکمل کارروائی کی براہ راست آن لائن نشریات
برطانیہ بھر سے چار ہزار سے زائد انصار نیز ہالینڈ اور فرانس سے نمائندہ وفود کی شمولیت

امسال مجلس انصار اللہ یوکے نے اپنا سہ روزہ سالانہ اجتماع اولڈ پارک فارم کنگزلے (Kingsley) میں "عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ" کے موضوع پر ۲۷ر تا ۲۹ر ستمبر ۲۰۲۴ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار منعقد کرنے کی توفیق پائی۔ گزشتہ چند سالوں کی طرح امسال بھی مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے اجتماعات حدیقۃ المہدی سے تقریباً دو میل کے فاصلے پر واقع اولڈ پارک فارم میں پردے کی رعایت سے منعقد ہوئے تھے۔ اجتماع کے باقاعدہ آغاز سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ر ستمبر ۲۰۲۴ء کے اختتام سے پہلے ان اجتماعات کے حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے لجنہ اور انصار کے اجتماعات بھی شروع ہو رہے ہیں۔ لجنہ اور انصار ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں میں بہت وقت گزاریں، درود پڑھنے کی طرف توجہ رکھیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۹ر ستمبر ۲۰۲۴ء بروز اتوار مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے اختتامی خطاب بھی ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے توسّط سے دنیا بھر میں براہِ راست دیکھا اور سنا گیا۔ قریباً چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اجتماع گاہ میں تشریف لائے اور نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ اختتامی اجلاس کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم محمود وردی صاحب نے سورۃ الانبیاء کی آیات ۱۰۶ تا ۱۱۳ کی تلاوت کی جن کا انگریزی ترجمہ مکرم ڈاکٹر اظہر صدیق صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور کی اقتدا میں تمام حاضرین نے انصار اللہ کا عہد دہرایا۔ اس کے بعد مکرم منیر عودہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کا عربی قصیدہ

بِكَ الْحَوْلُ يَا قَيُّوْمُ يَا مَنْبَعَ الْهُدٰى
فَوَفِّقْ لِيْ اَنْ اُثْنِيْ عَلَيْكَ وَ اَحْمَدَا

میں سے منتخب اشعار پیش کیے اور بعد ازاں ان اشعار کا انگریزی ترجمہ بھی پیش کیا۔ پھر مکرم اسامہ سیکو صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اردو منظوم کلام

لوگو سُنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں

میں سے منتخب اشعار پیش کیے جبکہ ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرم جاوید حیدر صاحب نے پڑھا۔

اس کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ برطانیہ نے اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس اجتماع کا موضوع "عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ" (میرے صالح بندے) تھا اور اس حوالے سے ملک بھر میں انصار کو مصروف رکھنے کے لیے مختلف پروگرامز ترتیب دیے گئے۔ مختلف ورکشاپس اور مذاکروں کا بھی انعقاد ہوا جن میں مرکزی موضوع یعنی "عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ" کے علاوہ اسلام کے حقیقی پیغام کی تبلیغ اور برکات خلافت بھی زیر غور لائے جاتے رہے۔ مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ امسال دورانِ اجتماع ایک اردو مشاعرے کے انعقاد کے علاوہ، نمائشوں میں سائیکلنگ سے متعلقہ معلومات اور انصار کی عمومی صحت کے حوالے سے بھی آگاہی دی گئی۔ امسال اجتماع میں مہمانوں سمیت کُل حاضری چار ہزار پانچ تھی۔ رپورٹ میں مکرم

عکاشہ بدر صاحب ناظم اعلیٰ اور اجتماع کمیٹی کا بھی شکریہ ادا کیا گیا اور ان کے لیے دعا کی درخواست کی گئی۔ اسی طرح بعض دیگر اداروں کے تعاون پر اُن کا بھی شکریہ ادا کیا گیا۔ رپورٹ کے آخر پر مکرم صدر صاحب نے عرض کیا کہ مَیں مجلس انصار اللہ کی جانب سے حضور انور کا شکر گزار ہوں کہ حضور انور کی موجودگی، دعائیں اور راہنمائی ہمارے شاملِ حال رہتی ہے۔ نیز دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم حقیقی طور پر صالح بندوں میں شامل ہو جائیں۔

بعدہٗ مکرم کرنل (ر) شاہد لطیف صاحب قائد عمومی مجلس انصاراللہ برطانیہ نے سال ۲۰۲۴ء کے علم انعامی کا اعلان کیا۔ امسال Selsdon مجلس علم انعامی کی حقدار قرار پائی۔ اس مجلس کے زعیم کو حضور انور کے دست مبارک سے علم انعامی وصول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس مقابلے میں دوسری پوزیشن مجلس Hartlepool اور تیسری مجلس Walsall نے حاصل کی۔ چھوٹی مجالس میں اوّل مجلس Doncaster، دوم مجلس Bromley & Lewisham جبکہ تیسری پوزیشن مجلس Keathly نے حاصل کی۔ ریجنز کے مابین علم انعامی کے مقابلے میں اوّل ساؤتھ ریجن، دوم بیت الفتوح ریجن اور سوم بشیر ریجن قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان سب مجالس کے لیے بابرکت فرمائے۔ آمین

اس کے بعد سیّدنا حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا جس کا مکمل متن اسی شمارہ کی زینت بنایا جارہا ہے۔ پُر معارف نصائح سے لبریز خطاب کے بعد حضورانور نے دعا کروائی اور یہ اجلاس ساڑھے پانچ بجے شام اختتام کو پہنچا۔

☆...☆...☆

قبل ازیں ۲۸؍ستمبر بروز ہفتہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر و عصر بھی مجلس انصاراللہ کے مقام اجتماع میں تشریف لا کر پڑھائی تھیں اور بعد ازاں لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں تشریف لے جا کر انگریزی زبان میں خطاب فرمایا تھا۔ یہ خطاب مجلس انصاراللہ کے سالانہ اجتماع کے دوسرے دن کے ایک اجلاس کا مکمل پروگرام تھا۔ حضورانور نے اپنے بصیرت افروز خطاب میں اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے، آنے والی نسلوں کی حفاظت کرنے اور ایک جنت نظیر معاشرہ کے قیام کے لیے اپنے گھروں کی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

☆...☆...☆

اجتماع کا افتتاحی اجلاس ۲۷؍ستمبر بروز جمعۃ المبارک شام ساڑھے چار بجے مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، عہد اور نظم کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے حاضرین اجتماع کو خوش آمدید کہتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے عین مطابق اجتماع کی غرض و غایت اور اجتماع کے موضوع "عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ" کے تناظر میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔ صدر اجلاس نے بھی اس ضمن میں اپنی تقریر میں انصار کی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا جس کے بعد اجتماعی دعا سے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

افتتاحی اجلاس کے بعد اسلام کے پُرامن پیغام کے عنوان سے ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس کے شرکاء میں مکرم عثمان احمد صاحب، مکرم ابراہیم اخلف صاحب اور مکرم وسیم احمد فضل صاحب شامل تھے۔ اس کے بعد نمائش گاہ میں سائیکلنگ کے حوالے سے ایک پروگرام میں بتایا گیا کہ انصار اپنی عمر اور صحت کے لحاظ سے کیسے سائیکلنگ سے بھرپور استفادہ کرسکتے ہیں۔

پہلے روز کا اختتام ایک ادبی نشست سے ہوا جس میں مکرم فاروق محمود صاحب، مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب اور مکرم میر انجم پرویز صاحب نے اپنا کلام پیش کر کے سامعین سے خوب داد سمیٹی۔ ان کے علاوہ مکرم جواد جازل، مکرم ساجد احمد اور مکرم عامر امیر صاحبان نے بھی اپنا خوبصورت کلام پیش کیا۔

دوسرے روز صبح ناشتے کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے ۔ اس کے بعد نمائش گاہ میں دو ورکشاپس کا انعقاد ہوا۔ پہلی ورکشاپ میں احمدیت قبول کرنے والے دوستوں نے اپنے روحانی تجارب بیان کیے جبکہ دوسری ورکشاپ میں بچوں کو پیش آنے والے چند مسائل اور اُن کے حل سے متعلق معلومات سے حاضرین کو آگاہ کیا گیا۔ اس ضمن میں یہ بات بھی اہم ہے کہ نمائش گاہ میں ہونے والی تمام ورکشاپس کا انداز مذاکرے کا سا تھا جس میں سامعین بھی اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے تھے یا پینل سے سوالات کرسکتے تھے۔

دوپہر کے بعد نمائش گاہ میں مزید دو ورکشاپس کا انعقاد ہوا۔ پہلی ورکشاپ ادھیڑ عمر میں معاشرتی سرگرمیوں میں شمولیت کی اہمیت سے متعلق تھی جبکہ دوسری خلافت کی برکات کے موضوع پر تھی جس میں مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر یوکے اور مکرم میجر محمود احمد صاحب افسر حفاظت خاص نے اپنے ذاتی مشاہدات کے حوالے سے نہایت ایمان افروز واقعات بیان کیے۔

سہ پہر کو حسبِ پروگرام انصار نے نمازِ ظہر و عصر سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتدا میں ادا کیں اور بعد ازاں حضور انور کا لجنہ اماء اللہ کے اجتماع سے ارشاد فرمودہ خطاب سنا۔

اجتماع گاہ میں تیسرا اجلاس مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد تمام شاملین نے ایک بڑی سکرین پر دکھایا جانے والا حضرت مصلح موعودؓ کا خدام سے لیا جانے والا وہ عہد دہرایا جو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال بر موقع سالانہ اجتماع انصار اللہ یوکے ۲۰۲۳ء میں انصار سے لیا تھا۔ اس اجلاس میں مکرم صدر صاحب انصاراللہ نے اپنی تقریر میں انصار کو ''عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ'' بننے، نئی نسل کی تربیت کے لیے اپنے عملی نمونے پیش کرنے، اپنی عبادات کے معیار بڑھانے اور اعمال صالحہ بجالانے کے لیے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مختلف ارشادات پیش کیے۔

بعد ازاں ایک اجلاس میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت جاری انسانی بہبود کے چند پروگراموں سے متعلق معلومات حاضرین کے سامنے پیش کی گئیں۔ اس پروگرام کے شرکاء میں مکرم صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر کلیم صادق صاحب اور مکرم لطف الرحمٰن صاحب شامل تھے۔

نمازوں اور طعام کے وقفے کے بعد ایک نہایت ایمان افروز اجلاس منعقد ہوا جس میں براہ راست لنک کے ذریعے برکینا فاسو کے احمدی شہداء کی قربانی اور اُن احمدیوں کے صبر واستقامت سے متعلق ذاتی مشاہدات بیان کیے گئے۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے روز کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

اجتماع کے موقع پر منعقد ہونے والے تربیتی پروگراموں کے حوالے سے قابل ذکر امر یہ ہے کہ اجتماع گاہ (مرکزی مارکی) سے پیش کیے جانے والے پروگراموں کے انچارج مکرم محمد محمود خان صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ یوکے تھے جبکہ نمائش گاہ میں منعقد ہونے والے پروگراموں کے انچارج مکرم حافظ اعجاز احمد صاحب نائب صدر صف دوم تھے۔ اجتماع کے دوران ساتھ کے ساتھ (Live) اور اجتماع کے بعد اجتماع کی جھلکیوں اور متفرق مختصر انٹرویوز وغیرہ کو آن لائن upload کرنے کی ذمہ داری مکرم جلال الدین صاحب قائد اشاعت نے سرانجام دی۔ آپ نے تین روز میں ٹویٹر، انسٹاگرام اور فیس بُک پر اڑہائی درجن سے زائد مختصر ویڈیوز upload کیں۔

اجتماع کے تیسرے اور آخری دن نمائش گاہ میں منعقد ہونے والے پہلے پروگرام میں سائیکل سفر کے حوالے سے مشاہدات اور اس کے مختلف فوائد بیان کیے گئے۔ دوسرے پروگرام میں زندگی وقف کرنے کے حوالے سے معلومات سامعین کے گوش گزار کی گئیں جس میں بنیادی طور پر بچوں کی مخصوص لائحہ عمل کے مطابق تربیت کرنے کی اہمیت بیان کی گئی۔ اس پروگرام میں مکرم راجہ برہان احمد صاحب، مکرم سیّد مشہود احمد صاحب اور مکرم مجید احمد صاحب شامل تھے۔

اجتماع کا چوتھا اجلاس مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر اسلام آباد کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب نے ''عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے قرآن کریم کی خوبصورت تعلیم سے اس کی وضاحت اور اہمیت بیان کی۔

بعد ازاں ایک مذاکرے کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں مسئلہ فلسطین پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک پینل نے اس ضمن میں الٰہی پیشگوئی کو قرآن کریم کی روشنی میں اجاگر کیا۔ اس پینل میں مکرم عطاء المومن زاہد صاحب، مکرم عامر سفیر صاحب، مکرم منیر عودہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر عزیز حفیظ صاحب شامل تھے۔

امسال ہونے والے علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم خوانی، تیار شدہ تقریر، فی البدیہ تقریر شامل تھے جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں فٹ بال، والی بال، گولہ پھینکنا اور سٹرانگ مَین کے مقابلے شامل تھے۔

برطانیہ بھر کی تمام مجالس سے (چار ہزار سے زائد) شامل ہونے والے انصار نے نہ صرف مقررین کی علمی تقاریر سے فائدہ اٹھایا بلکہ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زریں نصائح پر مشتمل خطابات سے مستفید ہونے کی سعادت بھی حاصل کی۔

اجتماع کے تینوں دن کا آغاز باجماعت نماز تہجد، نماز فجر اور درس القرآن سے ہوا جس کے بعد انصار کی تواضع پر تکلف ناشتے سے کی جاتی رہی۔ مقام اجتماع کو خوبصورت رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ سٹیج کے عقب میں نصب بینر پر ''عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ'' کے حوالے سے آیت کریمہ اور اس کا ترجمہ درج تھا جبکہ اجتماع گاہ کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے سلسلہ احمدیہ کے بعض ارشادات پر مبنی بینرز بھی لگائے گئے تھے۔ اجتماع میں شمولیت کے لیے آنے والے انصار کے لیے خوش آمدید کا پیغام دیتے ہوئے رجسٹریشن اور سیکیورٹی سکین کا

انتظام تھا جبکہ ہر ناصر کو عمومی بیماری سے حفظ ماتقدم کی خاطر ہومیو پیتھی دوائی دینے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ تمام حاضرین انصار دوران اجتماع نہ صرف غذائیت اور توانائی سے بھرپور دوپہر اور رات کے لذیذ کھانوں سے بلکہ پھلوں اور میٹھی ڈشز سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔ گرم تازہ لذیذ چائے کا اہتمام بھی ہمہ وقت جاری رہا۔ اجتماع کے دوران صفائی کا بہت عمدہ معیار قائم رکھا گیا۔ ٹوائلٹس اور دیگر جگہوں پر انصار کی ٹیمیں مسلسل ڈیوٹی دیتی رہیں۔

اجتماع کی مرکزی مارکی میں فرشی نشست کے علاوہ سینکڑوں کرسیاں بھی مہیا کی گئی تھیں۔ اسی طرح نمائش گاہ، میدان عمل، طعام گاہ اور دیگر مقامات پر بھی سینکڑوں کرسیاں میسر تھیں۔

نمائش گاہ میں سائیکل ورکشاپ میں مختلف قسم کی سائیکلیں بھی رکھی گئی تھیں اور مجلس انصاراللہ یوکے کے تحت فرانس، ہالینڈ، سپین کی طرف اور سکاٹ لینڈ سے کیے جانے والے سائیکل اسفار کی روداد کو خوبصورت بینرز کے ذریعے دکھایا گیا تھا۔ اس ورکشاپ میں سائیکلوں کی اقسام، ان کی ضروری مرمّت اور سائیکل ورزش کے فوائد بھی بتائے گئے اور ورکشاپ میں آنے والے انصار کے مختلف سوالات کے جواب بھی تفصیل سے دیے گئے۔ ورکشاپ سے ملحقہ ایک سائیکل کیفے کا بھی انتظام تھا جہاں مناسب قیمت پر ریفریشمینٹس رکھی گئی تھیں اور اس کیفے کی آمدنی ہیومینٹی فرسٹ کو عطیہ کی گئی۔

نمائش گاہ میں بہت سے معلوماتی پوسٹرز اور بینرز آویزاں تھے جو خاص طور پر حاضرین کے لیے دلچسپی کا باعث تھے۔ یہاں لگائے جانے والے دیگر سٹالز میں شعبہ رشتہ ناطہ یوکے، شعبہ صنعت و تجارت یوکے، شعبہ امور خارجہ یوکے، شعبہ تاریخ احمدیت یوکے، قیادت تبلیغ مجلس انصاراللہ یوکے، قیادت تعلیم القرآن و وقف عارضی مجلس انصاراللہ یوکے، قیادت ایثار مجلس انصاراللہ یوکے، نُوراکیڈمی یوکے، رسالہ ریویو آف ریلیجنز لندن، ہیومینیٹی فرسٹ یوکے، انٹرنیشنل احمدیہ ایسوسی ایشن آف آرکیٹیکٹس اینڈ انجینئرز، جامعہ احمدیہ یوکے اور بعض دیگر شعبہ جات شامل تھے۔ ان شعبہ جات نے نہ صرف پوسٹرز اور دیگر متعلقہ لٹریچر کی نمائش کے ذریعے حاضرین کو اپنی کارکردگی سے روشناس کروایا بلکہ وہاں ڈیوٹی پر موجود رضاکار نہ صرف اپنے شعبے کا تعارف فراہم کر رہے تھے بلکہ وہاں آنے والوں کی راہنمائی بھی کر رہے تھے کہ وہ کس طرح اُن کے شعبے سے فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ برطانیہ میں بڑھتے ہوئے صحت کے مسائل اور طبّی سہولیات میں بڑھتی ہوئی مشکلات کے باعث شعبہ ایثار کے زیر انتظام طبّی معلومات مہیا کرنے نیز مستقل بنیادوں پر پروفیشنل احباب سے بآسانی رابطے کے لیے مدد فراہم کرنے کے متعلق معلومات دی جارہی تھیں۔ یہ سہولت احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن (AMMA) کے تعاون سے تجربہ کار ڈاکٹرز اور ماہرین نفسیات کی زیر نگرانی درج ذیل موضوعات پر فراہم کی جارہی تھی:

☆...نیشنل ہیلتھ سروس اور جی پی سے متعلقہ اپائنٹمنٹ ☆...طویل مدّتی بیماریوں سے متعلق معلومات اور اُن کے اثرات ☆...ذہنی دباؤ اور پریشانیوں سے متعلقہ معاملات ☆...علاج معالجہ میں آنے والی مشکلات ☆...پیچیدہ بیماریوں سے متعلق راہنمائی ☆...صحت سے متعلق دیگر معاملات۔

تمام سوالات اور رابطے کی تفصیلات درج ذیل وٹس ایپ نمبر یا ای میل کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔ ڈاکٹرز پینل کا ایک رُکن چار روز میں رابطہ کرے گا۔

Whatsapp: 07946343999 X: @isaar_uk

email: isaar.amma@ansarullahuk.org

یادرہے کہ یہ سہولت فوری اور ایمرجنسی معاملات کے لیے نہیں ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کے شعبہ جات بھی دورانِ اجتماع اپنی ڈیوٹی سرانجام دینے کی توفیق پاتے رہے۔ نیز سیکیورٹی کے مسلسل انتظام اور اجتماع سے قبل اور بعد میں مقام اجتماع کے تیاری اور صفائی کے لیے کیے جانے والے وقارعمل میں بھی انصار کی بڑی تعداد ذوق وشوق سے شامل ہوتی رہی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ایک قابل ذکر امر یہ بھی ہے کہ اجتماع سے قبل مسلسل بارشوں اور موسم کی خرابی کی وجہ سے مقام اجتماع میں بہت سی مشکلات کا سامنا تھا۔ کارپارکنگ کے اضافی مسائل سمیت بہت سی جگہوں کا استعمال ناممکن ہوگیا تھا۔ ان حالات میں بھی اجتماع کا ہر پہلو سے کامیاب انعقاد اللہ تعالیٰ کا خاص فضل، حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں اور انصار کی بھرپور کوششوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اجتماع کے انعقاد سے قبل تیاری کے لیے مقام اجتماع پر آنے والے، اجتماع کے دوران ڈیوٹیاں دینے والے اور اجتماع کے بعد محدود وقت میں وائنڈاَپ کی بے حد مشکل ذمہ داری نبھانے والے تمام انصار ہمارے شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کارکنان اور دیگر انتظامیہ کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین



امام مہدیؑ کی صحبت سے تراشے ہوئے چند ہیرے

(ڈاکٹر مبارز احمد ربانی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کے حالات زندگی کو قلمبند کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر احبابِ جماعت سے فرمایا: جس جس کو کوئی روایت پتہ لگے اس کو چاہیے کہ لکھ کر اخباروں میں چھپوائے، کتابوں میں چھپوائے۔(روزنامہ الفضل ۱۶ فروری ۱۹۵۶ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اسی حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: صحابہ کرام کے حالات جماعت کے لیے روحانی زندگی کا باعث ہیں۔ دوستوں کو چاہیے کہ اس بارہ میں تساہل نہ کریں اور جس کسی کو بھی کسی صحابی کے حالات کا علم ہو وہ ضرور ان حالات کو لکھے، اپنے پاس بھی محفوظ رکھے۔

(اصحاب احمد جلد ۱۲)

محترم سید میر داؤد احمد صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ نے صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی کے حالات کو محفوظ کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ صحابہ کرام ایک قومی سرمایہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان ہیں۔ انھیں یکجا اور محفوظ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

(اصحاب احمد جلد ۱۱)

مؤلف ''اصحاب احمد'' محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے نے صحابہ کرام کے حالات کو محفوظ رکھنے کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ کسی صحابی کے متعلق خواہ ایک آدھ بات ہی معلوم ہو اس کو محفوظ کیا جائے۔ ایک ایک دو دو باتیں جمع ہو کر معلومات کا مفید مجموعہ تیار ہو جاتا ہے۔ اس زمانے کے گزر جانے پر ایک آدھ بات بھی دستیاب ہونی محال ہوگی۔ (اصحاب احمد جلد ۱)

خاکسار کی یہ خوش قسمتی ہے کہ مجھے اپنے بچپن سے ہی اپنے بعض بزرگوں اور ایسے عزیزوں کی مجالس میں وقت گذارنے کا موقع ملتا چلا آرہا ہے جنھوں نے صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر کی روشنی سے ان مجالس کو منور کیا۔ ان بابرکت یادوں میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں۔

حضرت ملک عطاء اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ ایک بہت دعا گو، تہجد گزار، ایمان دار اور سخی انسان تھے۔ آپؓ اپنے نام کے ساتھ احمدی لفظ کا اضافہ کیا کرتے تھے یعنی ملک عطاء اللہ احمدی۔ آپؓ کو خلافت سے والہانہ عشق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے انتخاب کے بعد مولوی محمد علی صاحب نے آپؓ کو خط کے ذریعے لاہوری جماعت میں شمولیت کی دعوت دی مگر آپؓ نے صاف انکار کر دیا۔ آپؓ کے تعلق باللہ کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ آپؓ کے بیٹے ملک محبوب ربانی صاحب نشتر میڈیکل کالج میں داخلے کی غرض سے اپنے بڑے بھائی ملک بشارت ربانی صاحب کے ساتھ بذریعہ ٹرین گجرات سے ملتان سفر کر رہے تھے۔ رات کا وقت تھا۔ راستے میں گمبر کے مقام پر ٹرین کو بہت خوفناک حادثہ پیش آیا۔ کانٹا غلط بدلنے کی وجہ سے مال گاڑی کے ساتھ ٹکر ہو گئی۔ ٹرین میں آگ لگی اور ٹرین پچک کر رہ گئی۔ اس حادثہ میں بہت سے مسافر جاں بحق اور زخمی ہوئے۔ ارد گرد کے علاقے کے جنگلی لوگ اس حادثہ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے لوٹ مار کرنے وہاں پہنچ گئے۔ جب اس حادثے کی خبر گھر پہنچی تو آپؓ اور آپؓ کی اہلیہ محترمہ ام سلمٰی صاحبہ بہت فکر مند ہوئے۔ آپؓ نے اسی حالت میں نفل میں دعا مانگنی شروع کر دی۔ سلام پھیر کر آواز دی: سلمٰی! رونا نہیں میرے دونوں بچے بچ گئے ہیں اور ان کا سامان بھی محفوظ ہے۔ تھوڑی دیر میں بچوں کی طرف سے ٹیلیگرام بھی آ گیا کہ ہم دونوں بھائی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ گئے ہیں۔

حضرت ملک صاحبؓ جوانی سے ہی لوگوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپؓ کی پرہیز گاری کا اتنا رعب تھا کہ گلی محلے سے گزرتے تو عورتیں سروں پر دوپٹہ لے لیتی تھیں۔ راستے سے گزرتے ہوئے لوگوں کی نظر آپؓ پر پڑتی تو اونچی آواز سے آپؓ کو سلام کرتے۔ آپؓ بہت زبردست تیراک تھے۔ دریا کے درمیان میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتے تھے اور صرف پاؤں کے پنجوں کو حرکت دیتے رہتے تھے۔ فوج میں ملازمت کرنے کی وجہ سے آپؓ ایک مضبوط جسم کے مالک تھے۔ آپؓ کا معمول تھا کہ ہر صبح پانچ، چھ میل سیر کرتے تھے۔ موسم سرما میں بھی سیر کے لیے نکل جاتے تھے۔ آپؓ کی اہلیہ آپؓ کو اگر کہتیں کہ سردی میں باہر سیر کے لیے نہ جایا کریں تو آپؓ کہتے کوئی بات نہیں میں فوجی آدمی ہوں، مجھے عادت ہے۔ زندگی بھر مختلف کھیلوں کے مقابلوں میں حصہ لیتے اور انعامات جیت کر لاتے رہے۔ اسی طرح فوجی ملازمت کے دوران مختلف فوجی اعزازات وصول کیے۔ ایمانداری اس درجہ کی تھی کہ آپؓ کے انگریز فوجی ساتھی آپؓ سے گھبراتے تھے کہ کہیں ہماری شکایت حکومت کو نہ کر دیں۔

حضرت ملک صاحبؓ روزہ افطار کرنے کے لیے گھڑی کا استعمال نہیں کرتے تھے بلکہ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سورج کی شفق دیکھ کر روزہ افطار کرتے تھے۔ بچوں کو کہا ہؤا تھا کہ سیدھے سکول جانا ہے اور سیدھے گھر واپس آنا ہے۔ آپؓ کے پاس آپؓ کے ایک غیر از جماعت عزیز محترم غلام سرور رضا

صاحب رہا کرتے تھے۔ آپؓ کا ان سے کوئی خونی رشتہ نہیں تھا۔ ان کے والدین بچپن میں ہی وفات پا چکے تھے۔ وہ جب حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کے ساتھ ملتے تو احمدیت پر خوب بحث کیا کرتے تھے۔ لیکن جب حضرت ملک عطاء اللہ صاحبؓ کی وفات ہوئی تو معاً بعد انہوں نے بیعت کر لی۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ نے اس طرح اچانک بیعت کیسے کر لی؟ تو انہوں نے مسکرا کر جواب دیا کہ مَیں ملک صاحبؓ کے ساتھ خوب بحث کیا کرتا تھا لیکن ایک بار دیکھا کہ وہ گھر کے پچھلے کمرہ میں خوب رو رو کر دعائیں کر رہے تھے۔ اس کا مجھ پر بڑا اثر ہوا کہ ایسا شخص جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ اُن کی وفات کے بعد وہ واقعہ شدّت سے یاد آیا اور اسی لیے بیعت کر لی۔

محترم غلام سرور رضا صاحب بعد ازاں خدا تعالیٰ کے فضل سے وصیت کے بابرکت نظام میں شامل ہوئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں آپ کی تدفین ہوئی۔

حضرت ڈاکٹر اعظم علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپؓ بہت مخلص، دعا گو، تہجد گزار اور مالی قربانی کرنے والے تھے۔ ہر وقت مسکراتے رہتے اور کم گو تھے۔ مسجد میں بڑے وقار سے بیٹھتے اور دھیمی آواز میں بات کرتے۔ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر تھے۔ آپؓ نے ریٹائرمنٹ کے بعد گجرات شہر میں پریکٹس شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کے ہاتھ میں بڑی شفا رکھی تھی۔ دور دور سے لوگ آپؓ سے علاج کروانے آتے۔ آپؓ کے ایک کمپوڈر، جن کا نام مسعود تھا، نے بتایا کہ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ نے میرے ساتھ ایک سلسلہ بنا رکھا تھا کہ اگر کسی مریض کا کوئی مرض سمجھ نہیں آتا تھا تو آپؓ دوائی کے نسخہ پر "ایکوا" لکھ دیتے (جس کا مطلب ہے 'خالص پانی')۔ مسعود صاحب نے بتایا کہ میں نسخہ پر یہ لفظ لکھا ہوا دیکھتا تو ڈسٹل واٹر بوتل میں بھر کر دے دیتا تھا۔ حضرت ڈاکٹر صاحبؓ خود مریض کو سمجھاتے کہ اسے کیسے استعمال کرنا ہے۔ مریض کو پتہ ہی نہیں ہوتا تھا کہ بوتل کے اندر صرف سادہ پانی ہے۔ وہ اسے دوائی سمجھ کر لے جاتا تھا۔ لیکن اصل میں آپؓ بوتل پر سورہ فاتحہ اور درود شریف پڑھ کر پھونک دیتے اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے عرض کرتے کہ یا اللہ! میری قابلیت اور لیاقت جواب دے گئی ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی اس لیے میں اس معاملے کو تجھ پر چھوڑتا ہوں۔ تُو نے ہی شفا دینی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگ شفایاب ہو جاتے تھے۔

حضرت مولانا محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المعروف سبز پگڑی والے)

حضرت مولانا محمد حسین صاحبؓ ایک بزرگ اور دعا گو انسان تھے۔ ایک مرتبہ آپؓ گجرات شہر کی پرانی احمدیہ مسجد میں تشریف لائے اور احباب جماعت سے خطاب کیا۔ خطاب کے دوران آپؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت پر روشنی ڈالی اور اپنے ساتھ پیش آنے والے کچھ واقعات بھی سنائے۔ ان میں سے ایک دلچسپ واقعہ کچھ یوں تھا۔

آپؓ نے فرمایا کہ میں اپنے والدین کے ساتھ قادیان آیا ہوا تھا۔ میری عمر چھوٹی ہی تھی۔ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صندوق کی چابی گم ہو گئی۔ میرا خاندان چابیوں اور تالوں کو کھولنے کا ہنر جانتا تھا اس لیے صندوق کھولنے کے لیے مَیں آیا اور صندوق کھول دیا۔ حضور علیہ السلام بہت حیران ہوئے اور فرمایا کہ یہ بھی ایک علم ہے۔ پھر حضورؑ نے مجھے اس کام کا معاوضہ ادا کرنا چاہا مگر مَیں نے پس و پیش سے کام لیا اور کہا کہ حضور آپ صرف دعا ہی کر دیں۔ اس پر وہاں موجود کسی دوست نے کہا کہ پیسے بھی لے لو، دعا بھی ہو جائے گی۔ اور یوں مَیں نے پیسے لے لیے۔

حضرت مرزا محمد اکرم بیگ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مرزا محمد اکرم بیگ صاحبؓ کا تعلق ضلع گجرات کے ایک گاؤں جلال پور جٹاں سے تھا۔ آپؓ کے جدِّ امجد مغل بادشاہ شاہ جہاں کی فوج میں سپہ سالار رہ چکے تھے۔

حضرت مرزا صاحبؓ ایک دعا گو اور تہجد گزار انسان تھے۔ سب سے پیار کرنے والے اور خلافت کے ساتھ بہت گہرا تعلق رکھتے تھے۔ کوہاٹ ہسپتال میں بطور کمپوڈر کام کرتے ہوئے ایک احمدی ڈاکٹر کی تبلیغ سے آپؓ نے احمدیت قبول کی تھی۔ پھر جب جلال پور جٹاں میں اپنے گھر چھٹی پر آئے تو جماعت احمدیہ کی کچھ کتب بھی اپنے ساتھ لے آئے۔ اپنے والد صاحب سے فرمایا کہ کیا آپ نے سنا ہے کہ امام مہدی نے دعویٰ کر دیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے بھی سنا ہے۔ آپؓ نے پوچھا کہ کیا میں آپ کو مرزا صاحب کی کتابیں پڑھ کر سناؤں؟ انہوں نے کہا: سناؤ۔ آپؓ بتاتے تھے کہ آپؓ کی تبلیغ سے آپؓ کے والد صاحب کے علاوہ آپؓ کے دو بھائی مرزا حاکم بیگ صاحب اور مرزا عباس بیگ صاحب بھی احمدی ہو گئے۔ آپؓ کے دونوں بھائی بھی صحابہؓ میں شامل تھے۔

مغل برادری کو جب آپؓ کے بیعت کرنے کا پتہ چلا تو انھوں نے بائیکاٹ کرنے کی دھمکی دی۔ آپؓ نے بغیر کسی گھبراہٹ کے فرمایا: کر لو۔ اور پھر استقامت سے ہر مخالفت کا مقابلہ کیا۔

آپؓ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی۔ چھوٹی عمر میں ہی وفات پا جاتی تھی۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری مرتبہ سیالکوٹ تشریف لائے تو آپؓ کی بیٹی خورشید صاحبہ گود میں تھیں۔ آپؓ ان کو لے کر حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ حضورؑ میرے لیے دعا کریں میرے بچے نہیں بچتے۔ حضورؑ نے دعا کر کے آپؓ کی بیٹی کو الٹا سیدھا کر کے ہاتھ پھیرا اور فرمایا: لو اکرم بیگ! اب نہیں مرے گی۔ اللہ تعالیٰ نے خورشید صاحبہ کو اپنے فضل سے لمبی زندگی عطا کی اور انھوں نے چار خلفاء کا زمانہ پایا۔

ایک دفعہ آپؓ گجرات شہر کی پرانی احمدیہ مسجد سے باہر نکلے تو مسجد کے قریب ایک چوراہے پر ایک کلیجی فروخت کرنے والے کی دکان پر گئے۔ اس نے آپؓ کے سامنے جماعت کے بارے میں کچھ نامناسب گفتگو کی۔ یہ بات آپؓ سے برداشت نہ ہوئی۔ آپؓ ہاتھ میں چھڑی رکھا کرتے تھے۔ آپؓ نے اس کی طرف اپنی چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے غصے سے تین بار کہا کہ تم نے پاگل ہو کر مرنا ہے۔ یہ کہہ کر آپؓ وہاں سے چل دیے۔ کچھ دن گزرنے کے بعد پتہ چلا کہ واقعی وہ شخص پاگل ہو گیا ہے۔

عمر کا آخری حصہ حضرت مرزا اکرم بیگ صاحبؓ نے اپنی بیٹی خورشید صاحبہ کے پاس گذارا اور کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد ۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔ آپؓ کی تدفین گجرات ہی میں ہوئی۔

حضرت مرزا خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المعروف مومن جی)

حضرت مرزا خدا بخش صاحبؓ ایک بہت نیک، ایمان دار اور علم دوست انسان تھے۔ آپؓ کا کمرہ قرآن پاک کے نسخوں، تفاسیر نیز دیگر دینی کتب سے بھرا ہوتا تھا۔ آپؓ صاحب رؤیا و کشوف بھی تھے۔ چنانچہ ایک بار آپؓ نے کشف میں دیکھا کہ آپؓ کے لیے کھانا آیا ہے اور وہ اسے کھا رہے ہیں۔ کھانے میں زردہ اور دوسرے چاول بھی ہیں۔ جب وہ نظارہ ختم ہوا تو آپؓ نے محسوس کیا کہ آپؓ کی انگلیاں چکنی تھیں اور ان پر گھی لگا ہوا تھا۔

حضرت شیخ محمد شفیع صاحب لدھیانوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت شیخ محمد شفیع صاحب لدھیانویؓ نے ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپؓ کی بیعت کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت بڑے عالم ہونے اور دعویٰ کی خبریں پہنچ چکی تھیں۔ ایک روز آپؓ کو پتہ چلا کہ مرزا صاحب آج لدھیانہ میں جلسہ کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ آپؓ بھی وہاں جلسہ سننے چلے گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا لیکچر کئی گھنٹوں پر مشتمل تھا۔ آپؓ حضورؑ کے لیکچر سے بہت متاثر ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی شخصیت آپؓ کے دل و دماغ پر اس قدر نقش ہوئی کہ لیکچر ختم ہونے کے معاً بعد آپؓ حضورؑ کے پاس گئے اور فرمایا کہ میں بیعت کر کے آپؑ کی جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اس طرح آپؓ بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہو گئے۔

حضرت شیخ صاحبؓ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ بمبئی (ممبئی) میں گذرا جہاں آپؓ سائیکلیں اور سلائی مشین وغیرہ کی فروخت کا کاروبار کرتے تھے۔ انگلینڈ سے آپؓ مال منگوایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو بہت کشائش عطا فرمائی تھی۔ پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا تو آپؓ کو خبر ملی کہ لدھیانہ میں حالات بہت خراب ہیں۔ آپؓ کو خیال آیا کہ میں لدھیانہ جاتا ہوں تا کہ باقی افراد خانہ کی حفاظت کر سکوں۔ چنانچہ آپؓ ٹرین کے ذریعے بمبئی سے لدھیانہ جا رہے تھے کہ راستے میں نہر کے قریب سکھوں نے ٹرین پر حملہ کر کے قتل عام کیا اور سارے مسافر شہید کر دیے۔ آپؓ کو بھی مُردہ سمجھ کر ٹرین سے باہر نہر کے قریب پھینک دیا گیا۔ ٹرین جب لدھیانہ کے اسٹیشن پر پہنچی تو آپؓ کے بڑے بیٹے محترم محمد صدیق صاحب آپؓ کو لینے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے لیکن ٹرین کی حالت دیکھ کر اور آپؓ کو ٹرین میں نہ پا کر انھیں نہر کا خیال آیا اور فوراً نہر کی طرف دوڑے۔ وہاں شدید زخمی حالت میں آپؓ کو پایا تو اٹھا کر گھر لے آئے۔ مگر رات کو ہی آپؓ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے اپنے مالک حقیقی سے جا ملے اور شہادت کا رُتبہ حاصل کیا۔ حالات کے پیش نظر راتوں رات آپؓ کی تدفین لدھیانہ میں کر دی گئی۔

حضرت شیخ الٰہی بخش، حضرت شیخ رحیم بخش اور حضرت شیخ عبد الغفور صاحبان رضوان اللہ علیہم

حضرت شیخ الٰہی بخش صاحبؓ بہت پُرجوش اور سرگرم عمل انسان تھے۔ آپؓ خدمت دینیہ کے علاوہ دنیاوی طور پر بھی خدمت خلق کے کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ پیشے کے لحاظ سے آپؓ تاجر تھے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کاروبار میں بہت برکت تھی۔ ضلع گجرات میں آپؓ کی سب سے بڑی پریس اور کتابوں کی مشہور دکان تھی۔ آپؓ مسجد میں بڑے وقار سے بیٹھتے اور دعاؤں میں مشغول رہتے۔ بہت تحمل سے بات کرتے تھے۔ اردو اور پنجابی کے علاوہ آپؓ عربی اور فارسی زبانیں بھی جانتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں جب ہندوستان میں طاعون کی وبا پھوٹی تو اس نے گجرات شہر میں بھی کافی تباہی پھیلائی۔ لوگوں کی تکالیف دُور کرنے کے لیے آپؓ نے بھی اقدامات اٹھائے۔ اس سلسلہ میں آپؓ نے اور آپؓ کے بیٹے حضرت شیخ رحیم بخش صاحبؓ نے وائسرائے ہند کو ایک پٹیشن بھی جمع کروائی جس میں تحریر کیا کہ جس طرح انگلستان کے بادشاہ نے وائسرائے ہند کو ہندوستان میں پھیلی ہوئی طاعون کے خاتمے کے لیے اقدامات اٹھانے کی طرف توجہ دلائی ہے اور لوگوں کے لیے دلی ہمدردی بیان کی ہے اسی طرح ہم بھی وائسرائے ہند کو چند تجاویز پیش کرتے ہیں مثلاً چوہوں کا خاتمہ کیا جائے، لوگوں کی نقل مکانی کی جائے، بیماروں کو تندرست لوگوں سے الگ کیا جائے، صحت اور صفائی کے اصولوں پر عمل درآمد کروایا جائے اور لوگوں کو سختی سے ان قوانین پر عمل کرنے کی تلقین کی جائے۔ پھر آپؓ وائسرائے ہند کے علم میں لائے کہ ہم نے اس سلسلہ میں دو پمفلٹ تیار کیے ہیں۔ ایک میں طاعون کے بارے میں آگاہی اور دوسرے میں نظافت کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ ہم ان پمفلٹس کو لوگوں میں مفت میں تقسیم کر رہے ہیں۔

حضرت شیخ عبد الغفور صاحبؓ حضرت شیخ رحیم بخش صاحبؓ کے بڑے بیٹے تھے۔ آپؓ بھی بڑے بزرگ، ہمدرد اور صائب الرائے انسان تھے۔ آپؓ نے اپنا خاندانی کاروبار جاری رکھا۔ ایک مجذوب (جس کو دنیا کی کوئی پروا نہیں ہوتی) اکثر آپؓ کی دکان پر آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ اس کو دیکھ کر لگتا تھا کہ اس کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق ہے۔ ایک بار جب آپؓ کی دکان پر آیا تو اس نے کندھے پر ایک چھڑی رکھی ہوئی تھی جس پر کپڑے لٹکائے ہوئے تھے۔ اس وقت بعض غیر از جماعت افراد کے ساتھ آپؓ کی مذہبی بحث ہو رہی تھی۔ آپؓ نے اس مجذوب سے کہا کہ یہ لوگ مسیح موعودؑ کو کافر دجال کہہ رہے ہیں۔ اس پر اُس نے اپنی چھڑی سے ان غیر از جماعت لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: جہنمی، جہنمی، جہنمی۔ آپؓ نے جب اس واقعہ کی تفصیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں لکھی تو حضورؓ نے فرمایا کہ ان لوگوں سے لکھوا کر شہادت لے لیں کہ اس مجذوب نے یہ بات کہی ہے۔ لیکن آپؓ نے جب لوگوں سے کہا تو انہوں نے شہادت دینے سے انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان ہیروں کی روشنی رہتی دنیا تک جگمگائے اور اللہ تعالیٰ ان کو اپنے قرب میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین



حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چھڑی (واکنگ سٹک)
(جو بھیرہ کے ایک صحابی کو بطور تحفہ عطا ہوئی)

(انجینئر محمود مجیب اصغر بھیروی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ (ولادت ۱۸۶۰ء بیعت ۱۸۹۶ء وفات ۱۹۲۷ء) ایک خدا رسیدہ صوفی بزرگ تھے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خاص صحابہ میں سے تھے۔ حضورؑ آپؓ کی بہت قدر کرتے تھے۔ ان کے صاحبزادے قریشی عبدالرحمٰن صاحب (۱۹۰۰-۱۹۷۴ء) کا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک دفعہ اپنا ایک عصا (walking stick) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ہاتھ آپ کے لیے بھیجا تھا جو آپ کے گھر میں موجود ہے۔

حضرت قریشی صاحبؓ ایک صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ حضرت میاں خدا بخش صاحبؓ صحابی ایک دفعہ اُن سے ملاقات کے لیے اُن کے مکان پر عام راستہ کی بجائے ایک کام کی وجہ سے گلیوں سے گزر کر پہنچے۔ جب آپؓ نے دستک دی تو حضرت قریشی صاحب نے باہر دیکھے بغیر بے ساختہ فرمایا: ”خدا بخش تو آج گلیوں میں سے گھوم کر آیا ہے۔“

حضرت قریشی صاحبؓ کا مکان کشمیری دروازہ بھیرہ کے قریب ہے۔ آپؓ جمعہ کی نماز کے لیے مسجد نور میں تشریف لاتے تھے جو شہر کے درمیان میں واقع ہے اور عیدین کی نماز کے لیے مسجد فضل تشریف لے جاتے تھے جو شہر کے دوسرے سرے پر واقع ہے۔ مکرم میاں فضل الٰہی صاحب ولد اسلام احمد صاحب صحابی کا بیان ہے کہ حضرت قریشی صاحبؓ کو بازار میں سے گزر کر مسجدوں میں جانا پڑتا تھا۔ بازار میں ہندوؤں وغیرہ کی دکانیں تھیں۔ آپؓ اکثر منہ ڈھانک کر جلدی جلدی گزر جاتے تھے۔ جب آپؓ سے ایسا کرنے کی وجہ پوچھی گئی تو کافی تامّل کے بعد فرمایا کہ بعض غیر مسلم مجھے مختلف جانوروں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ لہٰذا بوجہ کراہت، نظر بچا کر جلدی جلدی گزر جاتا ہوں۔ حضرت قریشی صاحبؓ کو کئی لوگ نذرانہ پیش کرتے تھے مگر آپ رشوت خور افسروں اور سود خور مہاجنوں سے نذرانہ قبول نہ کرتے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کے لیے بھی تشریف لے جایا کرتے تھے۔

میرے والد مکرم میاں عبدالرحمٰن صاحب کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔ روزانہ فرصت نکال کر آپؓ کے پاس جاتے تھے اور تحفہ کھانڈ یا مصری لے جاتے تھے جو قریشی صاحب کو بہت مرغوب تھی۔ والد صاحب جماعت کے محصل بھی مقرر تھے۔ والد صاحب کی وفات (۱۹۲۴ء) کے بعد برادرم عطاء الرحمٰن صاحب سیکرٹری مال بنے۔ قریشی صاحب نے ان کو تاکید کر رکھی تھی کہ ماہ بماہ آکر چندہ لے جایا کریں۔ بھائی صاحب کا بیان ہے کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ مَیں چندہ لینے گیا تو آپؓ کے پاس پیسے نہ ہوتے تھے۔ مجھے فرماتے کہ بیٹھ جاؤ ابھی دیتے ہیں۔ چنانچہ جلد ہی کوئی نہ کوئی شخص نذرانہ لے کر آتا تو اس میں سے چندہ ادا کر دیتے۔ محترم قریشی عبدالرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ان کے والد حضرت قریشی غلام حسین صاحب کو بوقت ضرورت ہمیشہ کسی نہ کسی طرف سے رقم آجاتی تھی اور آپؓ کی ضرورت کبھی نہ رکتی تھی۔

محترم ملک صاحب خان نون صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر حضرت قریشی صاحب کے بڑے معتقد تھے۔ بعد میں وہ احمدی ہو گئے۔

حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ کے فرزند مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب (۱۸۹۸-۱۹۷۴ء) تھے۔ وہ بھی چندہ کی ادائیگی اکثر پیشگی کرتے تھے۔ اُن کے لڑکے مکرم قریشی احمد حسن صاحب (۱۹۳۱-۲۰۰۳ء) سرگودھا میں ملازمت کرتے رہے ہیں اور بہت مخلص احمدی تھے۔ (ماخوذ از ”بھیرہ کی تاریخ احمدیت“ مؤلفہ مکرم فضل الرحمٰن بسمل غفاری بی اے بی ٹی، سابق امیر جماعت احمدیہ بھیرہ۔ صفحہ ۶۸ تا ۷۰ و ۱۳۴)

حضرت اقدس علیہ السلام کی واکنگ سٹک کی کہانی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس چھڑی یعنی walking stick اس خاندان میں محفوظ ہے اور نسلاً بعد نسل حضرت قریشی صاحب کے بیٹے اور پوتے کو ٹرانسفر ہوتی رہی ہے۔ بالآخر یہ walking stick قریشی احمد حسن صاحب کے گھر پر سرگودھا میں تھی جب ان کے چھوٹے بیٹے قریشی متین شہزاد صاحب سے میرا رابطہ ہوا۔ جب قریشی احمد حسن صاحب علی پور ضلع مظفر گڑھ کی سنوری فیملی میں اپنے ایک بیٹے کے نکاح کے سلسلہ میں



تشریف لائے تو مَیں مظفر گڑھ کا امیر ضلع تھا۔ جو عقیدت میرے آباؤ اجداد کو حضرت قریشی صاحب سے تھی اس کارڈ عمل تھا کہ قریشی احمد حسن صاحب مجھے بڑی ہی محبت سے ملے اور یہ معلوم کر کے کہ اُن کا ایک ہم وطن امیر ضلع ہے، مجھے وفورِ محبت میں چوما۔

قریشی متین شہزاد صاحب جب سٹینڈرڈ چارٹرڈ بینک میں بطور بنک مینیجر ربوہ تعینات ہوئے تو میرے پوچھنے پر انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی چھڑی اُن کے گھر سرگودھا میں محفوظ ہے اور ان کے والد محترم قریشی احمد حسن صاحب کی وفات کے بعد ان کی والدہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ بنت مکرم ملک عبد اللہ صاحب مرحوم سابق امیر جماعت بھیرہ نے ایک صندوق میں سنبھالی ہوئی ہے۔ بعد ازاں ربوہ سے سٹینڈرڈ چارٹرڈ بنک کی برانچ بند ہو گئی اور متین شہزاد صاحب امریکہ چلے گئے۔ انہی دنوں خاکسار ریسرچ سیل ربوہ میں مکرم میر سید محمود احمد ناصر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو بر سبیل تذکرہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ کی اس چھڑی کا ذکر کیا۔ انہوں نے اسے دیکھنے کی شدید خواہش ظاہر کی۔

یہاں ضمناً یہ بھی ذکر کر دوں کہ حضور علیہ السلام نے اپنی واکنگ سٹک حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کے ہاتھ حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ کو تحفہ کے طور پر بھجوائی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؓ کو بھی حضرت قریشی صاحب کے ساتھ للّٰہی محبت تھی۔ آپؓ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے مقرب صحابی تھے۔ آپؓ کی ابتدائی تربیت حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحبؓ نے فرمائی تھی۔ آپؓ اُن کی اہلیہ حضرت فاطمہ بی بی صاحبہؓ کے بھانجے تھے۔ چنانچہ آپؓ کی والدہ نے آپ کو بچپن میں ہی حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کے سپرد کر دیا تھا۔ حضرت مفتی صاحب کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے بطور مبلغ پہلے لندن اور پھر امریکہ بھجوایا تھا۔ آپؓ امریکہ کے بانی مبلغ شمار ہوتے ہیں۔ جب آپؓ لندن میں تھے تو آپؓ نے ایک خط بغرض دعا حضرت قریشی غلام حسین صاحبؓ کی خدمت میں لکھا تھا جو حضرت قریشی صاحبؓ کے خاندان میں محفوظ ہے۔ اس تاریخی خط کی عبارت درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

نمبر ۱۴۰ اسٹار سٹریٹ

ڈبلیو نمبر ۲ لنڈن

۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء

مخدومی مکرمی حضرت میاں غلام حسین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند روز ہوئے ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا کہ ایک ابتلا درپیش ہے۔ اور دعا کے واسطے عرض کی تھی۔ ہنوز وہ پورے طور سے دور نہیں ہوا۔ مگر آپ کی دعاؤں سے امید ہے کہ ان شاء اللہ جلد کامیابی ہو گی۔ کل شام میں نے آنمخدوم کو خواب میں دیکھا۔ چہرہ پر رونق ہے۔ گلے لگ کر ملے اور رقت طاری ہوئی۔ پھر آپ نے کھانے کے واسطے اصرار فرمایا۔ میں نے عرض کی کہ کہیں جا رہا ہوں۔ واپسی پر آپ کے ہاں کھانا کھاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رؤیا کو مبارک کرے۔ آمین

بخدمت صاحبزادگان و اہل بیت سب کو سلام و دعا عرض ہے۔

جمیع احباب احمدیہ کی خدمت میں السلام علیکم عرض۔ بالخصوص میاں احمد دین صاحب مستری۔

والسلام

عاجز محمد صادق، عفا اللہ عنہ

بابرکت چھڑی کی زیارت

خاکسار نے حضور علیہ السلام کی بابرکت چھڑی دیکھنے کی خواہش ظاہر کی ہوئی تھی۔ چنانچہ ایک روز محترمہ شمیم صاحبہ اپنے دو بچوں کے ہمراہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چھڑی لے کر ربوہ میں ہمارے غریب خانہ پر تشریف لے آئیں۔ اتفاق سے اس وقت گھر میں میرے داماد عبید اللہ خان، محترم کمال یوسف صاحب، میرے سمدھی پروفیسر رفیق احمد ثاقب صاحب اور ان کا بیٹا ناصر بھی چائے پر مدعو تھے۔ کافی کوشش کے باوجود بھی فون پر مکرم محترم میر محمود احمد ناصر صاحب سے رابطہ نہ ہو سکا تو ہم سب میر صاحب کی خدمت میں اُن کے گھر ’’بیت الصفہ‘‘ پہنچ گئے اور بابرکت چھڑی اُن کو دکھائی جس سے انہوں نے نہایت محبت سے برکت حاصل کی۔ ہم سب نے اس چھڑی کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی چھڑیاں (Hand Sticks) بھیرہ سے حضرت مولا بخش صاحبؓ صحابی بنا کر بھجوایا کرتے تھے جن کے والد حضرت فضل احمد صاحب کی بھیرہ محلہ احمدیہ میں ورکشاپ تھی جہاں تلواریں، کرپانیں اور ہینڈ سٹکس وغیرہ بنتی تھیں۔ حضرت مولا بخش صاحبؓ حضرت مصلح موعودؓ کے ہم عمر تھے اور لڑکپن میں وہ اپنے بزرگوں کے ساتھ قادیان جاتے رہے ہیں۔ ان کی بعض ایمان افروز روایات رجسٹر روایات (نمبر ۱۳ صفحہ ۴) میں درج ہیں۔ اُن کی شادی مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب وائس پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی بڑی ہمشیرہ سے ہوئی تھی۔ مکرم پروفیسر میاں عطاء الرحمٰن صاحب کی اولاد اور بعض دوسرے احباب نے بھی confirm کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی ہینڈ سٹکس حضرت مولا بخش صاحبؓ کے والد صاحب کی ورکشاپ سے بن کر جایا کرتی تھیں۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

حضرت مولا بخش صاحب اور ان کے والد صاحب کا ذکر بھیرہ کی تاریخ احمدیت میں موجود ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام کی برکات



(الحاج ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم سلطان القلم کی جماعت ہیں۔ اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کی تصانیف اپنے اندر لازوال ابدی سچائی کی برکتیں سموئے ہوئے آفتاب کی مانند چمک رہی ہیں، ان میں آپ کا برصغیر کی تین علمی زبانوں عربی، فارسی اور اردو میں منظوم کلام بھی ملتا ہے۔ جو ہر قسم کی فانی لذتوں سے پاک اور اسرارِ حق و حکمت کی طرف رہبری کرنے والا لاثانی کلام ہے جیسا کہ آپ نے خود فرمایا ہے:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

تاریخ احمدیت میں ہمیں حضرت منشی غلام قادر صاحب فصیحؔ (سیالکوٹی) رضی اللہ عنہ، خلیفہ نور الدین صاحب جمونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے ہم نام تھے) اور حضرت حکیم فضل دین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسماء "جامع در ثمین" کے طور پر ملتے ہیں۔ انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ کی کتب اور اخبارات میں جگہ جگہ بکھرے ہوئے ان موتیوں کو چنا۔ ہمیں ان بزرگ ہستیوں کو ہمیشہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا چاہیے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے اس بے مثال منظوم کلام کے متعلق ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مرتبہ خدام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "ایک ایک شعر، ایک ایک مصرع، ایک ایک لفظ سچائی میں ڈوبا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ہی آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کوئی سعید فطرت انسان اگر اس کلام کو سنے تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کلام کے کہنے والے کے حق میں اس سچائی کی گواہی نہ دے۔ حیرت انگیز طور پر پاکیزہ جذبات عشق میں ڈوبا ہوا یہ کلام سن کر روح پر وجد طاری ہو جاتا ہے.... حضرت مسیح موعود کا کلام یاد کریں اور درویشوں کی طرح گاتے ہوئے قریہ قریہ پھریں اور اس کلام کی منادی کریں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ آ گیا ہے جس کے آنے سے تمہاری نجات وابستہ ہے۔" (روزنامہ الفضل ۲۸ جون ۱۹۸۳ء)

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا پُر معارف روح پرور منظوم اردو کلام "درّثمین" ایک غیر معمولی فضل خداوندی ہے:

یہ کیا احساں ترا ہے بندہ پرور
کروں کس منہ سے شکر اے میرے داور

اگر ہر بال ہو جائے سخنور
تو پھر بھی شکر ہے اِمکاں سے باہر

دنیا کی تاریخ میں یہ ایک منفرد کتاب ہے جو ایک موعود امتی نبی کا منظوم کلام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اشاعت حق اور دفاعِ دین کے لیے غیر معمولی جوش و تپش عطا فرمائی تھی۔ آپ کے علم کلام کے سب موضوعات کمال حکمت سے اس کتاب میں یکجا ہیں۔ ذات و صفات خداوندی، کلامِ الٰہی کے حقائق و معارف، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بلند و بالا اخلاق، احکام شریعت کی تبلیغ، ایمان و اعمالِ صالحہ کا ذکر اور سلسلۂ حقہ کی صداقت کے نشانات سب اس سدا بہار گلستان میں موجود ہیں۔

آپ علیہ السلام لسان و قلم کے جہاد کے داعی تھے اور اس کا حق خوب ادا کیا ہے۔ حسن بیان کا ہر پہلو اپنی انتہائی لطافتوں کے ساتھ یہاں موجود ہے۔ اس الٰہی تائید یافتہ سلطان کے زبان و بیان کی خوبیوں کا بیان ممکن نہیں۔ دراصل یہ کسی انسان کے بس کا ہے بھی نہیں۔ یہ ایک عارف باللہ کا امام الکلام ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اگرچہ شعر گوئی کو عام شاعروں سے ہٹ کر سمجھتے تھے۔ اس لیے کہ آپ کا مقصد شعر گوئی سے نہ ذاتی تفنن طبع تھا اور نہ کسی مجلس و محفل میں شعر سنا کر داد و تحسین پانا تھا۔ آپ کی اس خاکساری کو بارگاہ خداوندی میں قبول کیا گیا اور آپ کو الہام الٰہی کے ذریعہ یوں داد دی گئی:

"یَا اَحْمَدُ فَاضَتِ الرَّحْمَۃُ عَلٰی شَفَتَیْکَ - کَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ کَرِیْمٍ۔ در کلام تو چیزے است کہ شعراء رادراں دخلے نیست"

یعنی: "اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری ہے۔ تیرا کلام خدا کی طرف سے فصیح کیا گیا ہے۔ تیرے کلام میں ایک چیز ہے جس میں شاعروں کو دخل نہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۰۲ - روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۰۵-۱۰۶)

درثمین فارسی رجل فارس حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کا پُر معارف فارسی کلام ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس الٰہی نعمت کی قدردانی میں اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے ہوئے اردو، عربی اور فارسی زبانوں میں نثر و نظم ہر ڈھب اور اسلوب سے اپنے قلب مطہر پر جلوہ گر ہونے والے پیارے زندہ خدا کا چہرہ دکھاتے رہے۔ یہی عشق ہر طرف نور بار نظر آتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"اشعار میں اپنے مضمون کو بیان کرنے کی ضرورت ہمیں اس لیے پیش آئی

کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان کو نثر عبارت میں ہزار پیرایۂ لطیف میں کوئی صداقت بتائی جائے وہ نہیں سمجھتے لیکن اس مفہوم کو اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سنایا جاوے تو شعر کی لطافت بہت کچھ اس پر اثر کر جاتی ہے، شعر سن کر پھڑک اٹھتے ہیں اور حق کو شعر کے ذریعے فوراً قبول کر لیتے ہیں۔"

(الحکم قادیان ۲۸ اگست تا ۷ ستمبر ۱۹۳۸ صفحہ ۲)

اگر از روضہ جان و دلم من پردہ بردارند
بہ بینی اندران آن دلبر پاکیزہ طلعت را

(روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶)

(ترجمہ) "اگر میرے جان و دل کے چمن سے پردہ اٹھایا جائے تو تُو اس میں محبوب کا پاکیزہ خوبصورت چہرہ دیکھے گا۔"

یہ پُر معارف کلام قاری کے قلب و روح میں ایک نیا ایمان اور جذبہ پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے:

اے خداوندِ من! گناہم بخش
سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم
پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دل ربائی کن
بہ نگاہے گرہ کشائی کن
در دو عالم مرا عزیز توئی
و آنچہ میخواہم از تو نیز توئی

(روحانی خزائن جلد ا براہین احمدیہ صفحہ ۱۶)

امام الزمان سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام چونکہ اسلام کی قلمی جنگ میں ایک فتح نصیب جرنیل کی حیثیت سے دنیا میں آئے تھے۔ اس لیے قدرت خداوندی نے ابتدا سے ہی قلم کی لازوال قوتوں سے مسلح کر کے بھیجا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"اُس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاحِ خلائق کے لیے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لیے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعتِ اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں کے ایک شاخ تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اِس عاجز کے سپرد کیا گیا۔ اور وہ معارف و دقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تکلّف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیے گئے۔" (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱ تا ۱۲)

ایک جگہ اپنی تحریرات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:

"میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ یہ رسائل جو لکھے گئے ہیں تائیدِ الٰہی سے لکھے گئے ہیں۔ مَیں ان کا نام وحی اور الہام تو نہیں رکھتا مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی خاص اور خارق عادت تائید نے یہ رسالے میرے ہاتھ سے نکلوائے ہیں۔" (سر الخلافۃ، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۴۱۵ تا ۴۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ صرف نثر نگاری کے وسیع و عریض میدان کے شہسوار تھے بلکہ اقلیم سخن کو بھی آپ کی تاجداری پر ناز تھا۔ آپ علیہ السلام کی شاعری کی خصوصیات ایسی اعلیٰ ہیں کہ ہر شعر خواہ وہ کسی بھی صنف نظم سے تعلق رکھتا ہو، اس کا کوئی نہ کوئی پس منظر ضرور ہوتا ہے۔ آپ کے شعر کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ نہایت اختصار سے اس کے پس منظر کا کچھ تذکرہ کر دیا جائے۔ تاکہ قارئین کو معلوم ہو سکے کہ عام شعراء کی ڈگر سے ہٹ کر آپ نے کس ضرورت کے تحت اشعار کہے۔

آپ کی سیرت کا ابتدائی باب یہ بتاتا ہے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی ایسا ماحول پیدا کر دیا تھا کہ آپ عوامی مجالس میں جانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ چونکہ عوامی مجالس میں ہر نوع اور ہر خیال کے حامل انسانوں سے میل جول رہتا ہے اور انسان ان کی صحبت کا کچھ نہ کچھ اثر قبول کر لیتا ہے۔ چنانچہ آپ کو الٰہی تصرف کے زیرِ اثر بچپن ہی سے عبادت و ریاضت کا شوق دامنگیر ہوا۔ آپ کا زیادہ وقت خانۂ خدا میں گزرتا تھا۔ آپ کی یہ لگن اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ آپ کھانے کے اوقات میں بھی اکثر خانہ خدا میں ہوتے اور آپ کے والدِ بزرگوار کھانے کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اس "مسیتڑ" کے لیے کچھ بھجوا دو۔

بعض اوقات شاعر اپنے دَور کے بعض شعراء سے متأثر ہوتا ہے۔ مگر آپ اس تأثر سے بھی کوسوں دور دکھائی دیتے ہیں۔ اگرچہ آپ کے دور کے بعض محترم احباب کو بھی کوئے شعر و ادب میں نام حاصل تھا اور انہوں نے اپنے اپنے رنگ میں خوب ناموری حاصل کی تھی، مگر آپ ان سے قطعاً متأثر نہ ہوئے اور آپ کا جذبۂ شعر گوئی خدمتِ دین کے لیے وقف رہا۔

آپ علیہ السلام کے منظوم کلام میں درسِ توحید، خدا تعالیٰ کی محبت، دین کی صداقت، قرآن کریم کی محبت اور آنحضرت ﷺ سے والہانہ عشق و محبت کے نمونے ملتے ہیں۔ ان کے علاوہ بے نظیر دلائل و براہین کے ساتھ پیغامِ حق پہنچایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں، اخلاقی نصائح، دینی معارف و نکات، اور بے مثل دعائیں بھی ملتی ہیں۔ الغرض آپ کے کلام اردو کا مجموعہ ہر لحاظ سے جامع ہے۔ اردو ادب میں اس کی نظیر تلاش کرنا سعیِ لاحاصل ہے۔ ہر نظم برجستہ و برمحل ہے۔

پس آپ کا اردو کلام اوّل سے آخر تک حکمت و معرفت کے نکات کا پاکیزہ اور حسین مرقع ہے۔ بلکہ تمام کی تمام نظمیں روحانی تشنہ کامی کی سیرابی کے جام لبالب پیش کرتی ہیں۔ ایک شعر تو کجا ایک لفظ بھی آپ کے کلام میں ایسا نہیں ملتا جو آپ کے کلام کے مزاج کے خلاف آیا ہو۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ آپ کا کلام معانی و مطالب کے لحاظ سے مئے عرفان کا ایک شفاف چشمہ ہے۔

حضرت اقدسؑ نے اپنی شاعری کو صرف روحانیت اور اخلاقیات جیسے بلند مقاصد کے لیے استعمال فرمایا اور اپنے شعروں میں خدا اور خدا کے نبی ﷺ اور خدا کے کلام کا اس کثرت سے اور اس والہانہ انداز سے ذکر کیا کہ اس کی مثال کسی پہلے یا پچھلے شاعر کے کلام میں قطعاً نہیں مل سکتی خدا اور رسول ﷺ کے ذکر میں عشق و محبت کے رموز و نکات بھی خوب خوب بیان فرمائے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے کلام سے ہمیں خدا تعالیٰ کی صفات کاملہ کی جھلک اور خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر اور حضور سرورِ کائنات ﷺ کے اوصاف کی تعریف اور خدمتِ دین، شانِ اسلام اور ہمدردیِ مخلوق صاف نظر آتی ہے۔ حضورِ اقدسؑ کا شاعری کرنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ عوام النّاس خدا تعالیٰ کو پہچانیں اور

حضور ﷺ کے ذریعہ لگائے گئے اسلام کے پودے کو اپنائیں۔

غرض حضرت مسیح موعودؑ نے جو اپنا منظوم کلام بیان فرمایا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کلام کے ذریعہ جو پیغام آپؑ دنیا کو دینا چاہتے ہیں وہ پیغام اس ذریعہ سے لوگوں تک پہنچ جائے۔ آپؑ نے یہ منظوم کلام کسی مال و دولت کی خواہش یا اپنی واہ واہی کے لیے نہیں بلکہ رضائے الٰہی کی خاطر اور خدمت دین اور اشاعت اسلام کی خاطر بیان فرمایا تا کہ لوگ حق کو اس کے ذریعہ سے بھی پہچان لیں اور اس حق کو قبول کر کے خدا کے مقبولین کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے آنحضرت ﷺ کی اتباع میں اور آپؐ کی پیروی میں ساری دنیا کی اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا ہے۔ اس لیے مجھے وہ روحانی طاقتیں عطا کی ہیں اور وہ مقام بخشا ہے جو اس کام کے لیے ضروری تھا۔ اور میں ایک ایسے نبی کا تابع ہوں جو انسانیت کے تمام کمالات کا جامع ہے اور اس کی شریعت اکمل و اتم ہے اور تمام دنیا کی اصلاح کے لیے ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرت ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضور ﷺ کے ذریعہ قائم کردہ شریعت کی تجدید کا کام کیا اور اس تعلیم کو دوبارہ زندہ کیا جو لوگ بھلا چکے تھے۔ اور ایمان کو واپس دنیا میں لائے جو کہ ثریّا ستارے پر جا چکا تھا۔ اس کام کی خاطر آپؑ نے بے شمار ذریعے اختیار کیے جن میں آپؑ کی تحریرات، مناظرات، مباحثات، لٹریچر، اخبارات و رسائل، اشتہارات، پُر معارف تقاریر و خطابات اور آپؑ کا منظوم کلام شامل ہیں۔

حضرت اقدسؑ نے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے اور اس کے زندہ خدا ہونے اور حضور ﷺ اور آپؐ کی قائم کردہ شریعت کی افضلیت کے لیے بے شمار کتب تصنیف فرمائیں جن کے ذریعہ سے آپؑ نے خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے زمانہ کے تقاضے کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تبلیغ و اشاعت کے لیے شاعری کو بھی استعمال کیا۔ آپؑ کا منظوم کلام، جو ''درّ ثمین'' کے نام سے مرتب ہے، نہایت ہی اعلیٰ اور اپنے اندر حقائق و معارف کے خزانے سموئے ہوئے ہے۔ آپؑ کا منظوم کلام عربی، اردو، فارسی تینوں زبانوں میں ملتا ہے۔ اور تینوں زبانوں میں جس اعلیٰ پایہ کا آپ علیہ السلام کا کلام ہے اور جو اعلیٰ تعلیم اس کے ذریعہ دی گئی ہے وہ لاجواب ہے۔ حضورؑ نے اپنے کلام کے ذریعہ لوگوں تک خدائی پیغام پہنچایا اور لوگوں کی اصلاح اور تربیت کا کام کیا۔ آپؑ کے اشعار اپنے اندر ایسا اخلاقی امتیاز رکھتے ہیں جو دوسرے شعراء کے کلام میں نہیں۔

آپؑ کے کلام کا مطالعہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کے قلب مطہر میں پاکیزہ جذبات کا ایک بحر مَوّاج موجود ہے۔ جو بے اختیار آپؑ کی نوک قلم سے بہ کر تمام دنیا کو سیر اب کر رہا ہے اور تا قیامت سیر اب کرتا رہے گا۔ آپؑ کے کلام میں تصنع اور بناوٹ کا کوئی شائبہ تک نہیں۔ لفظ لفظ اخلاق اور راستی پر مبنی ہے۔ آپؑ کا کلام حمدِ الٰہی، نعتِ رسولِ مقبول ﷺ، فضائل قرآن کریم، صداقت دین، ترغیبِ حسنات اور وعظ و نصیحت کا ایک ایسا بے بہا خزانہ ہے جس کی نظیر دنیا میں اور کہیں نہیں مل سکتی۔

اسلام کے فتح نصیب جرنیل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی تصانیف اپنے اندر لازوال ابدی سچائی کی برکات سموئے ہوئے آفتاب کی مانند چمک رہی ہیں۔ اس میں آپؑ کا تین زبانوں عربی، فارسی، اردو میں کلام ملتا ہے۔ جو ہر قسم کی فانی لذّات سے پاک اور سراسر حق و حکمت کی طرف رہنمائی کرنے والا لاثانی کلام ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

خدا کے علاوہ ہر چیز فنا کا شکار ہونے والی ہے۔ اسی لیے آپ نے نہایت کھلے انداز اور آسان پیرائے میں فرمایا کہ کیسے بھی حالات ہوں دنیا والے کچھ بھی سلوک کریں۔ انسان کو ہر حالت میں خدائے واحد پر بھروسا رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ جب کوئی انسان تمام سہارے چھوڑ کر خدا کا ہو جاتا ہے تو وہ ہر حالت میں اس کا پشت و پناہ بن جاتا ہے۔ اہل دنیا اپنے عناد کے باوجود اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

درس توحید کے بعد اپنا حال بیان فرماتے ہیں کہ آپؑ کس حد تک خدائے واحد کے عشق سے سرشار ہیں۔ اس طرح کہ آپ اپنے وجود کو اس کے وجود میں ضم کر چکے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا
آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا
شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگِ خارا ہو گیا

یہ دونوں اشعار اپنے ارفع مضمون اور زبان کے معیار سے کسی تشریح کے محتاج نہیں ہیں۔ مضمون ہے کہ گویا معرفت کا جام لبالب ہے۔ جسے پیتے ہی ایک عارف اپنے وجود سے بے نیاز ہو کر اپنے محبوب حقیقی کے وجود میں ضم ہو کر اپنے وجود کی نفی کا اعلان کرتا ہے اور الفاظ ہیں کہ واقعی ''لعلِ بے بدل'' ہیں۔ مضمون جتنا بلند ہے الفاظ اتنے ہی آسان ہیں۔ ''حمدِ ربّ العالمین'' میں آپؑ فرماتے ہیں:

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمالِ یار کا
اس بہارِ حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
خوب رویوں میں ملاحت ہے ترے اس حسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا
چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا
شور کیسا ہے ترے کوچے میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

جماعت احمدیہ کے جید عالم، صاحب کشف بزرگ، سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابی حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ''... ایک دن ظہر کی نماز کے بعد میں اور مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے کسی مسئلہ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے ... میں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیفِ لطیف آئینۂ کمالاتِ اسلام، حضور اقدسؑ کی چند نظموں کے اوراق کے ساتھ مولوی صاحب کی بیٹھک میں دیکھی۔ جب میں

نے نظموں کے اوراق پڑھنے شروع کیے تو ایک نظم اس مطلع سے شروع پائی

عجب نُوریست در جانِ محمدؐ
عجب لعلیست در کانِ محمدؐ

میں اس نظم نعتیہ کو اول سے آخر تک پڑھتا گیا مگر سوز و گداز کا یہ عالم تھا کہ میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو رہے تھے۔ جب میں آخری شعر پر پہنچا کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

تو میرے دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ کاش ہمیں بھی ایسے صاحبِ کرامات بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہونے کا موقع مل جاتا۔ اس کے بعد جب میں نے ورق اُلٹا تو حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منظومۂ گرامی تحریر پایا

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

چنانچہ اسے پڑھتے ہوئے جب میں اس شعر پر پہنچا کہ

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے

تو اس وقت میرے دل میں ان لوگوں کے متعلق جو حضور اقدس علیہ السلام کا نام ملحد و دجّال وغیرہ رکھتے تھے بے حد تأسف پیدا ہوا... چنانچہ جب مولوی صاحبؓ بیٹھک میں آئے تو میں نے آتے ہی دریافت کیا کہ یہ منظوماتِ عالیہ کس بزرگ کے ہیں اور آپ کس زمانہ میں ہوئے ہیں۔ مولوی صاحبؓ نے مجھے بتایا کہ یہ شخص مولوی غلام احمد ہے جو مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور قادیان ضلع گورداسپور میں اب بھی موجود ہے۔ اس پر سب سے پہلا فقرہ جو میری زبان سے حضور اقدس علیہ السلام کے متعلق نکلا وہ یہ تھا کہ دنیا بھر میں اس شخص کے برابر کوئی رسول اللہ ﷺ کا عاشق نہیں ہوا ہو گا۔

ان ارشادات عالیہ کے پڑھتے ہی مجھے حضور اقدسؑ کے دعویٰ کی حقیقت معلوم ہو گئی اور میں نے ۱۸۹۷ء میں غالباً ماہ ستمبر یا ماہ اکتوبر میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

... آخر مولوی امام الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خدا تعالیٰ نے حضور اقدس علیہ السلام کی کتابوں کے مطالعہ سے ہدایت بخشی اور آپ ۱۸۹۹ء میں میرے ساتھ حضور اقدس علیہ السلام کی دستی بیعت کے لیے قادیان روانہ ہو گئے۔" (حیاتِ قدسی صفحہ ۱۶ تا ۱۹)

حضرت میاں وزیر خاں صاحب رضی اللہ عنہ ساکن بلب گڑھ دہلی بعدہٗ قادیان (بیعت ۱۸۹۲ء) تحریر کرتے ہیں: "میں ناگہ ہل علاقہ منی پور میں بصیغہ ملازمت سب اوور سیئر متعین تھا... اس زمانے میں ایک شخص سردار نامی جو... احمدی تھا وہ میرے پاس آیا اور کتاب "نشانِ آسمانی" مجھے دے گیا۔ اُس کو میں نے پڑھا۔ اس میں لکھا تھا:

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زماں آیند در رنگے دِگر

اس شعر نے مجھ پر وہ اثر کیا کہ حضرت صاحب کی صداقت مجھ پر کھل گئی۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۴ صفحہ ۳۵۶)

مختصر یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ظاہری و باطنی خوبیوں سے معمور ہے۔ نہ زبان میں طاقت کہ وہ بیان کر سکے نہ قلم میں قوت کہ وہ تحریر کر سکے۔ بارہا تجربہ سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ آپ کے منظوم کلام کے پڑھنے کے بعد عبادات میں ایک خاص لذت اور مزہ آتا ہے۔ اور سچ ہے اللہ تعالیٰ نے یونہی تو آپ کو "سلطان القلم" کا لقب عطا نہیں فرمایا۔ فی الواقع آپ نظم و نثر میں اس مقام پر کھڑے ہیں کہ "سلطان القلم" کا لقب آپ ہی کو زیبا ہے۔

اس کلام کی طلسمی قوت اور برکت سے بہت لوگوں نے ہدایت پائی اور جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے۔

میرے دادا جان بزرگوارم حاجی جلال الدین صاحب مرحوم و مغفور اپنے علاقہ کے معروف تاجر، عالم اور کمیٹی کے صدر تھے۔ لوگوں کا بہت آنا جانا تھا۔ میرے ابا مختار احمد ایاز صاحب کو سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ ابھی ۱۴ برس کے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نعمت سے نوازا۔ شروع میں احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے میرے دادا ان سے ناراض بھی ہوئے۔ میرے دادا تجارت کے سلسلہ میں ایک لمبا عرصہ ایران، بخارا، سمرقند وغیرہ میں رہے۔ فارسی کے ساتھ آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ میرے ابا کو اتفاق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی درثمین فارسی مل گئی۔ آپ نے وہ لا کر میرے دادا جان کو دی۔ آپ کی آواز بھی اچھی تھی۔ آپ حضور علیہ السلام کا منظوم کلام خود بھی پڑھتے اور دوسروں کو بھی سناتے۔ اس کلام نے ان کے دل پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے احمدیت قبول کر لی اور پھر اس کلام کے ذریعہ ہی دوسروں کو تبلیغ کرتے رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب "آئینہ کمالات اسلام" کے عربی حصہ کے آخر میں قصیدہ مندرج ہے۔ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحبؓ بیان فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان کے متعلق فرمایا کرتے تھے: "جو شخص اس قصیدہ کو حفظ کرے گا، اس کے حافظہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت دی جائے گی۔"

اس قصیدہ کے متعلق ایک اور روایت مرحوم و مغفور حضرت پیر سراج الحق صاحبؓ کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپؑ کا چہرہ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور آپؑ نے فرمایا کہ "یہ قصیدہ جنابِ الٰہی میں مقبول ہو گیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا کہ جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا، میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول اللہ ﷺ کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن۔ جلد ۵)

اس کلام کے پڑھنے اور سننے سے جذبات میں جو سوز و گداز پیدا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دعاؤں کے لیے ایک خاص جوش پیدا کرتا ہے اور انسان کی روحانی اور اخلاقی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں حضور علیہ السلام کا کلام پڑھنے والے میں توکل علی اللہ پیدا کرتا ہے اور تسکینِ قلب عطا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے اپنے دلوں کو اور اپنے گھروں کو منور کرتے رہیں کیونکہ اس میں راحت و آرام ہے۔



اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے 2025ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) 01اور02جولائی 2025ء کو ان شاء اللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

تعلیمی معیار:

جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ کیلئے درخواست دہندگان میں سے A-Levels کا فائنل امتحان پاس کرنے والوں کو ترجیح دی جائے گی۔ درخواست دہندہ کیلئے A-Levels کے فائنل امتحان میں کم از کم تین مضامین میں B گریڈ اور جی سی ایس ای (GCSE) کے مضامین میں ۸ اور ۹ گریڈ ہونا ضروری ہے۔ BTEC کے طریق تعلیم میں پاس کیا ہوا امتحان جامعہ احمدیہ یوکے میں داخلہ کیلئے قابل قبول نہیں ہوگا۔

عمر:

جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 19 سال ہونی چاہئیے۔

میڈیکل سرٹیفکیٹ:

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے میڈیکل سرٹیفکیٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونا چاہئیے۔

تحریری ٹیسٹ وانٹرویو:

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی واردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ، کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور عام ودینی معلومات کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ ان چیزوں میں بھی اس کا مناسب حد تک علمی رجحان موجود ہے کہ نہیں۔



درخواست دینے کا طریق:

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی، نامکمل درخواست پر کارروائی نہیں کی جائے گی:۔

1۔ درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔

2۔ درخواست دہندہ کی صحت کی بابت میڈیکل سرٹیفکیٹ (بزبان انگریزی)۔

3۔ جی سی ایس ای / اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Project-edGrades) پر مشتمل خط۔

4۔ پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔

5۔ درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

6۔ درخواست دہندہ کے برتھ سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔

متفرق ہدایات:

1۔ درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

2۔ مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 مئی 2025ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔

3۔ جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:۔

JamiaAhmadiyyaUK
BranksomePlace
HindheadRoad
Haslemere
GU273PN
Tel:+44(0)1428647170
+44(0)1428647173
Mob:+44(0)7988461368(ZaheerKhan)
Fax:+44(0)1428647188

4۔ رابطہ کیلئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے)



QIADAT TA'LEEM
MAJLIS ANSARULLAH UK

مقابلہ مضمون نویسی

MAJLIS ANSARULLAH
UNITED KINGDOM

یہ مقابلہ سب کے لیے ہے۔ مجلس انصاراللہ برطانیہ کا کوئی بھی ناصر اس میں حصہ لے سکتا ہے۔
اس سال مقابلہ مضمون نویسی کے لیے موضوع ہے:

ایمان بالغیب

- کم از کم 8000 اور زیادہ سے زیادہ 10000 الفاظ پر مشتمل مضمون لکھ سکتے ہیں۔
- نقل شدہ مضمون کو مقابلہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ (کسی اور کے کام، الفاظ یا نظریات ایسے پیش کرنا گویا وہ آپ کے اپنے ہیں۔)
- تمام اقتباسات کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ حوالوں کو مضمون کے دوران قوسین، حاشیہ یا مضمون کے آخر پر دیا جا سکتا ہے۔
- مضمون نویس کا نام، مجلس، ریجن اور رابطے کی تفصیلات (فون نمبر اور ای میل) صرف سرِورق پر درج کی جائیں۔
- نمبروں کی تقسیم اس طرح سے ہو گی:

i ۔ مواد
ii۔ اندازِ تحریر
iii۔ زبان کا معیار
iv ۔ حوالہ جات

- اپنا مضمون taleem@ansarullahuk.org پر بھجیں یا قیادت تعلیم کی طرف سے مہیا کردہ لنک پر اپلوڈ کریں۔
- اس سلسلہ میں مزید کسی راہنمائی کے لیے اپنے ریجنل ناظم تعلیم سے یا درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ کریں۔
taleem@ansarullahuk.org
- مضمون موصول ہونے کی آخری تاریخ 30 جون 2025ء ہے۔
- پوزیشن حاصل کرنے والے انصار کو سالانہ نیشنل اجتماع کے موقع پر انعام دیا جائے گا۔ معیاری مضامین کو انصار الدین میں شائع بھی کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

اہم نوٹ: علمِ انعامی کے لیے کوالیفائی کرنے کے لیے مجلس سے کم از کم ایک مضمون ضرور لکھا جائے۔ ریجن اس معیار پر اسی صورت میں آئے گا جب ریجن کی ہر مجلس سے کم از کم ایک مضمون قیادت تعلیم کو موصول ہو گا۔